مضمون

کتب خانۂ اسکندریہ

پر

جسمین اصول روایت ودرایت سے قطعی طور پر یہ بات ثابت کیگئی ہو کہ کتب خانۂ اسکندریہ کے جلانے کا الزام جو مسلمانون پر لگایا جاتا ہو محض غلط ہو۔ اِس مضمون مین علاوہ انگریز مؤرخون کے جرمن وفرانس کے مشہور اور مستند مصنفون کے اقوال سے استناد کیا گیا ہو اور جن وجوہ سے ابتک ممالک یورپ مین یہ غلطی چلی آتی تھی اونکی حقیقت علانیہ ظاہر کردی گئی ہو۔

مرتبہ

شبلی نعمانی

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام منشی قادر علی خان صوفی طبع شد

سنہ ۱۹۰۲ عیسوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجملہ اون افسوسناک غلطیون کے جو یورپ مین اسلامی تاریخ کے متعلق کسی زمانہ مین پیدا ہوگئی تہین اور ابتک قائم ہین ایک یہ واقعہ بہی ہے۔

اگرچہ ایک زمانہ دراز سے یورپ کو مسلمانون کے حالات سے واقف ہونیکے ذریعے حاصل ہین لیکن موجودہ علم تاریخ کی ابتدا جس دور سے شروع ہوتی ہی وہ کروسیڈ یعنی صلیبی لڑائیان ہین۔ اس زمانہ مین یورپ نے مسلمانون کو جس حیثیت سے جانا اور پہچانا وہ صرف یہ حیثیت تہی کہ مسلمان جنگجو ہین۔ غارتگر ہین۔ وحشی ہین۔ اور سب سے بڑہکر یہ کہ مقدس صلیب اور عیسائیون کے قبلہ (بیت المقدس) کے دشمن ہین۔

یہی زمانہ یورپ کے عہد ظلمت سے نکلنے کا بہی زمانہ ہی۔ کیونکہ جیسا کہ اکثر مورخون نے

تصریح کی ہے - یورپ کی علمی اور تمدنی ترقی کی ابتدا اسی زمانہ سے ہوئی -

اِس زمانہ مین یورپ مین مسلمانون کے متعلق عجیب عجیب روایتین پیدا ہو گیئن اور واقعات موجودہ کے لحاظ سے ایسا ہونا ضرور تھا - اِس زمانہ مین مسلمانون کے مذہب - قومیت - معاشرت - تمدن - کے متعلق یورپ مین جو غلط اور بیسر و پا روایتین پیدا ہوئین وہ رفتہ رفتہ اِس قدر شہرت پکڑ گیئن کہ ضرب المثل کے طور پر عام و خاص کی زبانون پر جاری ہو گیئن اور جب تصنیف و تالیف کا زمانہ شروع ہوا - تو تاریخون - حکایتون - ناولون - بلکہ فلسفہ کی کتابون مین بھی کثرت سے اونکا استعمال ہونے لگا - راجر بیکن جو یورپ مین فلسفہ حال کا بانی خیال کیا جاتا ہی اوسنے مضامین کا ایک مجموعہ لکھا ہی جسکا نام Bacon's Essays ہی وہ ایک مضمون مین جرأت اور دلیری کی مثال مین لکھتا ہی کہ محمدؐ ایک دن لوگون کو اپنی نبوت کا یقین دلا رہے تھے - چنانچہ حاضرین سے کہا کہ اوس پہاڑ کے پاس جاؤ اور اوس سے کہو کہ تجھکو محمدؐ نے طلب کیا ہی - لوگ گئے اور یہ پیغام سُنایا لیکن پہاڑ اپنی جگہہ سے کیونکر حرکت کر سکتا تھا محمدؐ نے یہ دیکھکر بجاے اِسکے کہ شرمندہ ہوتے نہایت اطمینان اور جرأت سے کہا کہ کچھہ پروا نہین - اگر پہاڑ محمدؐ کے پاس نہین آتا تو محمدؐ خود پہاڑ کے پاس جا سکتا ہی -

بیکن کوئی مورخ نہ تھا اور نہ اپنے خیال مین یہ واقعہ اوسنے آنحضرتؐ کی تحقیر کی غرض سے لکھا ہی - بلکہ جرأت اور حوصلہ مندی کی تعریف کرتے کرتے یہ مثال پیش کی ہی - لیکن چونکہ اوس زمانہ مین اِس قسم کی روایتین یورپ کی آب و ہوا مین سرایت کر گیئی تھین اِس لئے عام و خاص سب بے تکلف اصول موضوعہ کے طور پر اونکو استعمال کرتے تھے اور صحیح سمجھتے تھے

سو ڈیڑہ سو برس سے یورپ زیادہ تحقیقات پر مائل ہوا ہی اور اس قسم کی روایتونکی غلطی روز بروز کہلتی جاتی ہی یہان تک کہ یورپ کے نامور مورخ ان روایتونکی نسبت تسلیم کرتے جاتے ہین کہ وہ یورپ کیلئے شرم کی باعث ہین - مسٹر کارلایل اپنی کتاب لکچر ان دی ہیروز مین لکھتے ہین کہ "جو جہوٹ باتین دور اندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون نے اوس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تہین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین" کارلائل صاحب نے یہ لکچر چونکہ خاص رسول اللہ صلعم کی نسبت لکہا ہی اسلئے رسول اللہ کی تخصیص کی ورنہ یورپ مین اس قسم کی جہوٹ باتین عام طور پر اسلام اور تاریخ اسلام کے متعلق شائع تہین - موجودہ تحقیقات نے اگرچہ ان غلطیون کو کم کردیا ہی لیکن بالکل مٹا نہین دیا ہی کیونکہ جو واقعات اس وسعت سے تمام قوم مین پہیل گئے تہے اونکی تحقیق پر مائل ہونا صرف اون لوگون کا کام ہی جنکے دلون کو عام اجماع اور جمہوریت کا بوجہ دبا نہین سکتا ہی و قلیل ما ھم -

اسکے علاوہ ایک خاص سبب یہ ہی کہ ہر قوم مین محققین کا دائرہ جمہور سے الگ ہوتا ہی اور اگرچہ اعتبار کے قابل صرف وہ واقعات ہوتے ہین جنکو محققین نے غور و تحقیق کے بعد تسلیم کیا ہو - لیکن اونکی تحقیقات ایک خاص دائرہ تک محدود رہتی ہی - عام لوگون مین اور عام تصنیفات مین اون کو رواج نہین ہوتا یورپ مین جو نامور محقق ہین اکثر اون بیہودہ روایتون کو غلط تسلیم کرتے جاتے ہین جو اسلامی واقعات کے متعلق دربار پیدا ہوگئی تہین - چنانچہ - گبن - کارلایل گاڈفری ہگنز - باسورتہہ - رینان - سیدیلو

وغیرہ نے عموماً ان واقعات سے صاف انکار کیا ہی۔ لیکن عام تصنیفات اور عام
روایتون مین ان غلطیون کا زور اب بہی کم نہین ہوا۔

اسی قسم کے واقعات مین اسکندریہ کے کتب خانہ کے جلائے جانیکا واقعہ بہی ہی۔
اس واقعہ کو یورپ نے جس بلند آہنگی سے مشہور کیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز
ہی۔ تاریخین۔ ناولین۔ حکایتین۔ مثلین۔ افسانے۔ قصہ طلب حوالے روزمرہ کے
محاورے۔ ایک چیز بہی اس صدا سے خالی نہین۔ ادب اور لٹریچر کا تو کیا ذکر ہی منطق
و فلسفہ بہی اوسکے اثر سے محروم نہ رہے۔ ایک سال کلکتہ یونیورسٹی کے سوالات امتحان یعنی ۱۸۸۲ء
(ایف اے پرچہ علم منطق) مین یہ سوال تہا کہ ذیل کے مغالطہ کو حل کرو۔ یعنی "کتابین اگر قرآن
کے موافق ہین تو اونکی کوئی ضرورت نہین اور مخالف ہین تو اونکو برباد کردینا چاہیے"

یہ امر بہی قابل لحاظ ہی کہ یورپ کو کتب خانہ اسکندریہ کے ساتہہ اسقدر ہمدردی
کیون ہی؟ یہ مسلم ہی کہ جس کتب خانہ کی نسبت بحث ہی عیسائیون سے اوسکو کچہہ واسطہ
نہین اوسکو بادشاہان مصر نے قائم کیا تہا جو بت پرست تہے اور حضرت عیسیٰ سے
بہت پہلے تہے۔ شاید یہ کہا جائے کہ یہ یورپ کی عام قدردانی اور ہمدردی کا اثر
ہے۔ لیکن اس حالت مین اسکندریہ کی تخصیص کی کیا وجہ ہی۔ انہی ممالک مین اور بہی
بہت بڑے بڑے کتب خانے برباد ہوئے اونپر یورپ مین یہ شور و غل کہان ہوا؟
اسکندریہ نے ایران کے کتب خانے جو برباد کرے اونکی تشہیر کس نے کی؟ اسپین مین
خود عیسائیون نے مسلمانون کی تمام علمی یادگارون کو مٹا دیا اور کئی لاکہہ کتابین برباد

کردین؟ کس نے اِسکا ماتم کیا؟ - پہر کتب خانۂ اسکندریہ کے ساتہہ یہ خاص ہمدردی کیون ہی؟ -

حقیقت یہ ہی (جیسا کہ ہم آگے چلکر ثابت کرینگے) کہ اِس کتب خانے کو خود عیسائیون نے برباد کیا تہا اور بڑے بڑے پیشوایان مذہب اوسکی بربادی مین شریک تہے - اوس وقت تو یہ امر فخر کا باعث تہا لیکن جب کسی قدر تہذیب وشایستگی کا زمانہ آیا تو یورپ نے دیکہا کہ اوسکے دامن پر یہ بہت بڑا بدنما داغ ہی اوسکے مٹانے کی اسکے سوا اور کوئی تدبیر نہ تہی کہ یہ الزام کسی دوسری قوم کے سر منڈہا جاوے - مسلمانون نے جب مصر و اسکندریہ فتح کیا تو کتب خانۂ مذکور کا وہان نام ونشان نہ تہا متعصب عیسائیون نے اس گمشدگی کو فاتحان اسلام کیطرف منسوب کردیا اور چونکہ اوس زمانے مین تمام یورپ تعصب سے لبریز تہا اور کسی قسم کی علمی ترقی کا اثر نہ تہا اِس لئے کسی نے غور وتحقیق کی پروا نہ کی اور نہایت تیزی سے یہ روایت تمام یورپ مین پہیل گئی - یورپ نے اِس ہمدردی سے اِس واقعہ کا ماتم کیا کہ گویا وہ اونہی کا خاص کتب خانہ تہا چنانچہ عوام کا آج تک یہی خیال ہی - اس عام شہرت نے یہ بڑا فائدہ دیا کہ عیسائیون کیطرف اِس الزام کے منسوب کرنیکا کسی کو خیال بہی نہ آیا کیونکہ ظاہرا یہ ایک بدیہی بات ہی کہ کوئی قوم اپنا سرمایہ آپ نہین برباد کرسکتی -

اب اِس فرضی واقعے کو جسکی صدا سے کسی زمانے مین تمام یورپ گونج رہا تہا تحقیق کرو کہ اسکی اصلیت کیا ہی - افسوس کچہہ بہی نہین!!! لیکن یہان ایک سوال خود بخود پیدا

ہوتا ہی کہ ایک فرضی واقعہ کا اتنی مدت تک تمام ممالک یورپ مین اس طرح مشہور و مسلم رہنا کیونکر ممکن ہی؟ - یہ سوال بظاہر مشکل ہی لیکن اوسکا جواب بہت آسان ہے یورپ - کے عہد ظلمت تک تو اس شہرت پر کچہہ تعجب نہین اوس وقت ایسی اور بہی سیکڑون بیہودہ روایتین شائع تہین اور عموماً تسلیم کیجاتی تہین جیسا کہ ہم اس مضمون کے شروع مین لکہہ آئے ہین - تہذیب و ترقی کے زمانے سے اس پر بحثین شروع ہوئین اور بڑے بڑے نامور مصنفین نے اسکی صحت سے انکار کیا - البتہ یہ تعجب ہی کہ اب بہی کچہہ لوگ اسکی صحت کے قائل ہین حالانکہ اوسکے بطلان کا قطعی فیصلہ ہوجانا چاہیئے تہا -

لیکن اسکی دو وجہین ہین اوّل تو یہ کہ تہذیب و ترقی کے زمانے مین بہی جاہلیت کے آثار بالکل فنا نہین ہوجاتے اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ تاریخی واقعات کے متعلق یورپ کا جو طرز بحث ہی وہ (اکثر) کسی پہلو کا قطعی فیصلہ نہین ہونے دیتا - اصل روایت کو چہوڑ کر درایت و قیاسات پر بحثین شروع ہوجاتی ہین اور بہت سی فروعی باتین بحث طلب قرار پاجاتی ہین - رفتہ رفتہ ایک بڑا سلسلہ تیار ہوجاتا ہی اور اصل بحث غیر منفصل رہ جاتی ہی - اس مسئلہ مین بہی ایسا ہوا چنانچہ اسکی تفصیل آگے آتی ہی -

یورپ مین ایک مدت سے یہ مسئلہ زیر بحث ہی اور اکثر مصنفون نے اوسکے متعلق مستقل مضامین لکہے - مسلمانون کے متعلق جو عام تاریخین لکہی گئی ہین

اونمین بہی اکثر اسکا ذکر آجاتا ہی اور مصنفین اس روایت کی نقل کرنیکے بعد اپنی خاص رائے (موافق یا مخالف) بیان کرتے ہین - اس قسم کی جسقدر تحریرین ہماری نظر سے گذرین اجمالاً اونکا ذکر کرنا مناسب ہوگا کیونکہ ہمارے مضمون مین اکثر جابجا اونکے حوالے آئینگے اسی لحاظ سے ہم اون کتابون کے مقامات بقید صفحات واڈیشن لکہتے ہین۔

سب سے پہلے مسٹر گبن نے جو ۱۷۹۴ء مین فوت ہوا اس واقعے سے انکار کیا اور اپنی تاریخ رومن امپایر حصۂ مسلمانان فتح اسکندریہ کے بیان مین اسکے متعلق مختصر مگر محققانہ ریمارک کیا۔

پروفیسر وائٹ نے اسکے ثبوت مین ایک مفصل آرٹکل لکہا - (دیکھو

Aegyptiaca or Observation on certain antiquities of Egypt by J. White D.D. Professor of Arabic in the University Oxford 1801.

Successors of Mohamad by Washington Irving Page 113 Printed by Bell & Sons London. واشنگٹن اروِنگ

(The Saracens Second Edition Page 254 Story of nation Series edited 1889.) ارتہر گلمین ایم اے

(History of Arabia Ancient and Modern Vol I Page 393 by Andrew Crichton.) مسٹر کرچٹن

History of the Conflict between religion and science 20th Edition London 1887 Page 104 and 103 By Draper L.L.D. Professor Newyark College America. ڈریپر

اسپکٹیٹر جو لندن کا مشہور اخبار ہی اوسمین متعدد مباحثے اِسکے متعلق شائع ہوئے جنمین سے بعض موافق تھے اور بعض مخالف۔

(دیکھو اسپکٹیٹر پرچہا ے ۲- جون ۱۸۸۸ء اور ۲۳- جون ۱۸۸۸ء)

برٹش انسائیکلوپیڈیا ذکر اسکندریہ۔

میسو سیدیو نے جو فرانس کا مشہور عالم ہی اور جسنے اسلام کی نہایت جامع اور مفید تاریخ لکھی ہی اسپر مورخانہ نکتہ چینی کی (دیکھو Histoire Generale Des Arabes Par L. A. Sedillot Tom I Paris 1877 P. 155

پروفیسر ڈساسی فرانس کے مشہور عربی دان نے اس واقعہ کے متعلق مفصل بحث لکھی دیکھو پروفیسر ڈساسی Desacy کا ترجمہ و نوٹ کتاب عبد اللطیف بغدادی مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء صفحہ ۲۴۰-

سب سے زیادہ جامع اور مفصل وہ آرٹکل ہی جو مسٹر کریل جرمنی نے اورنٹیل کانفرنس مین پیش کیا۔ یورپ مین دس پندرہ برس سے ایک کانگریس قائم ہی جسکا مقصد یہ ہے کہ ایشیا کی تاریخ کے متعلق نادر اور مفید تحقیقات بہم پہونچاوے۔ اس کانگریس کا چوتھا اجلاس ستمبر ۱۸۷۸ء مین بمقام فلارنس منعقد ہوا تھا۔ اوسکے ایک اجلاس مین مسٹر کریل نے جو جرمن کے مشہور عربی دان عالم ہین اس بحث پر جرمن زبان مین ایک رسالہ پیش کیا جو کانگریس کی رپورٹ کے ساتھ شائع ہوا ہی۔ چنانچہ اوس رسالہ کا ترجمہ بعینہ اس مضمون کے اخیر مین ضمیمہ کے طور پر شامل ہی۔

اس مقام پر مجھکو یہی ظاہر کردینا ضرور ہی کہ مسٹر کریل کے مضمون کا ترجمہ میری درخواست کے موافق میرے معزز دوست۔ نہین بلکہ میرے مخدوم شمس العلما مولانا سید علی بلگرامی جیالوجسٹ۔ بی۔ اے۔ بی ایل۔ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن نے کیاہی جو واقفیت السنہ مختلفہ کے لحاظ سے ہمارے زمانے کے فارابی وکندی ہین۔ فرنچ تصنیفات کے متعلق مجھکو مجبوراً کہنا پڑتا ہی کہ مین نے ٹوٹی پہوٹی فرنچ سیکھہ لی ہی اور اس لئے اون سے تمتع ہونا میرے لئے چندان دشوار نہ تہا۔

مقدم اور ضروری بحث

اس روایت کے متعلق سب سے مقدم اور ضروری بحث یہ ہی کہ اوسکا اصلی مخرج یورپین تاریخین ہین یا عربی تاریخین؟ یہ سوال اگرچہ نہایت ضروری اور سوال ہی لیکن بحث طلب نہین کیونکہ مخالف وموافق دونون نے اس سوال کا یکسان جواب دیاہی۔ یورپ کے عام مورخین موافق ہون یا مخالف اس سے انکار نہین کرتے کہ اونکے پاس اس روایت کا کوئی مخرج نہین ہی اور وہ اس مرحلہ مین صرف عربی تاریخون کے دست نگر ہین۔ لیکن اس بات کے ثابت کرنے سے پہلے ہم بتانا چاہتے ہین کہ یورپ مین یہ قصہ کیونکر مشہور ہوا اور کس ذریعہ سے۔

یورپ مین اول اول اس واقعہ کو ابوالفرج نے مشہور کیا۔

سب سے پہلے جسنے یورپ مین اس واقعہ کو مشہور کیا وہ ابوالفرج ہی۔ اسکی مختصر سی لائیف یہ ہی کہ وہ یہ ایک یہودی طبیب ہارون نامی کا بیٹا تہا۔ اور شہر میلٹن مین ۱۲۲۶ء مین پیدا ہوا۔ چونکہ اوسکا باپ ترک مذہب کرکے عیسائی ہوچکا تہا اسلئے ابوالفرج نے شروع ہی سے عیسائی مذہب کی تعلیم پائی۔ اوسنے اپنے مذہبی علوم کے علاوہ عربی۔ سریانی۔ زبان مین نہایت کمال پیدا کیا اور اپنی لیاقت کی وجہ سے اکیس ہی سال کی عمر مین گویا کا بشپ مقرر ہوا

اور رفتہ رفتہ مافریان کے درجہ تک ترقی کی جسکے بعد صرف بطریق بڑیارک کا رتبہ باقی رہجاتا ہی۔

ابو الفرج نے سریانی زبان مین ایک نہایت بسیط تاریخ لکھی جسکا ماخذ۔ سریانی۔ عربی۔ فارسی۔ اور یونانی کتابین تہین۔ اِس بڑی کتاب کا اوسنے عربی زبان مین ایک خلاصہ لکھا جسکا نام مختصر الدول ہی اور جسکو ڈاکٹر پوکاک پروفیسر اکسفورڈ کالج نے ۱۶۶۲ع مین لاٹن ترجمہ کے ساتہہ چہاپا۔ اِس خلاصے کے مختلف نسخے ہین اور سب ناکامل ہین اور بعض واقعات اصل سُریانی کتاب سے زائد ہین۔ یہ امر مشتبہ ہی کہ یہ زائد واقعات خود ابو الفرج نے بڑہائے یا کسی اَور نے الحاق کئے۔

ابو الفرج کی مختصر الدول

یہی خلاصہ ہی جسمین سب سے اوّل اسکندریہ کے کتب خانے جلائے جانیکے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہی اور اسی کے لاٹن ترجمہ کے ذریعہ سے تمام یورپ مین یہ روایت پہنچی مسٹر گبن اپنی تاریخ مین لکہتے ہین کہ جب سے ابو الفرج کی تاریخ لیٹن مین ترجمہ ہوکر دنیا مین شائع ہوئی یہ قصہ بار بار منقول ہوا ہی،، واشنگٹن ارونگ وآرتھر گلین ایم اے ومسٹر کرچٹن اور بہت سے یورپین مصنفین نے صاف تصریح کی ہی کہ یورپ مین یہ روایت ابو الفرج کے ذریعہ سے پہونچی یہ زمانہ یورپ کی نہایت تعصب اور جہالت کا زمانہ تہا اور اسلیئے وہان مسلمانون کے متعلق تمام اس قسم کی روایتین صحیح ہون یا غلط فوراً قبول کرلیجاتی تہین جنسے مسلمانون کی نسبت نفرت انگیز خیالات پیدا ہون۔ غرض یورپ کے ہر حصّہ مین یہ واقعہ مشہور ہوگیا اور نہایت تیزی سے وہ یورپین لٹریچر کا عنصر بنگیا۔ اِس واقعہ کو جس عبارت مین ابو الفرج نے لکھا ہی[۱]

[۱] دیکھو تاریخ مختصر الدول مصنفہ ابو الفرج مطبوعہ لندن ۱۶۶۳ع صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱۔

اوسکا لفظی ترجمہ یہ ہی۔

ابو الفرج کی اصل عبارت کا ترجمہ

اور اس زمانہ مین عربون مین یحیی نحوی جو ہماری زبان مین غرناطیقوس کے لقب سے ملقب ہی مشہور ہوا وہ اسکندریہ کا رہنے والا تہا اور یعقوبی عیسائیون کا عقیدہ رکہتا تہا اور ساوری کے عقیدہ کی تائید کرتا تہا۔ پہر عیسائیون کے عقیدہ تثلیث سے منکر ہوا۔ اسپر مصر مین تمام پادری جمع ہوے اور اوس سے درخواست کی کہ اِس عقیدہ سے باز آئے اوسنے نہ مانا۔ اسپر پادریون نے اوسکا رتبہ گھٹا دیا۔ وہ بہت دنون تک زندہ رہا۔ یہانتک کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کو فتح کیا۔ وہ عمرو کے پاس حاضر ہوا عمرو اوسکی لیاقت سے واقف ہو چکا تہا اسلیئے اوسنے اوسکی بہت عزت کی اور اوس سے وہ فلسفیانہ بحثین سُنِن جس سے اہل عرب کبہی آشنا نہ تہے۔ عمرو کے دلپر ادن بحثون نے بہت اثر کیا اور وہ اوسپر فریفتہ ہو گیا۔ عمرو عاقل۔ خوش فہم۔ صحیح الفکر شخص تہا اسلیئے اوسنے یحیی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو اپنے پاس سے جدا نہ کرتا تہا۔

ایک دن یحیی نے عمرو سے کہا کہ اسکندریہ کے تمام قسم کی چیزون پر آپ قابض ہین سو جو چیزین کہ آپکے کام کی ہین مین اونسے تعرض کرنا نہین چاہتا لیکن جو چیزین آپکے کام کی نہین اوسکے تو ہین لوگ زیادہ مستحق ہین۔ عمرو نے کہا تمکو کیا درکار ہی۔ یحیی نے کہا فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی کتب خانون مین ہین۔ عمرو نے کہا اِس امر کی نسبت مین امیر المومنین عمر بن الخطاب کی اجازت کے بغیر کوئی حکم نہین دیسکتا عمرو نے یحیی کی درخواست کی اطلاع عمر بن الخطاب کو دی۔ وہان سے جواب آیا کہ "جن کتابون کا تمنے ذکر کیا ہی اگر وہ خدا کی کتاب کے موافق ہین تو خدا کی کتاب کے ہوتے اونکی کوئی ضرورت نہین اور اگر اونکے مضامین۔ خدا کی کتاب کے مخالف ہین تو تم اونکو برباد کرنا شروع کرو"۔ عمرو بن العاص نے اون کتابونکو

اسکندریہ کے حمامون مین تقسیم کرنا اور اونکو جلوانا شروع کیا - پس وہ چھہ مہینے کی مدت مین جلکر تمام ہوئین - سوچو کچھہ ہوا اوسکو سنو اور تعجب کرو"

سب سے پہلے گبن نے اس واقعہ سے انکار کیا۔

یہ واقعہ اسی طرح برابر تسلیم ہوتا آتا تھا اور کسیکو اوسکی نسبت تحقیق و تفتیش کا خیال تک نہ آیا۔ سب سے پہلے مشہور مورخ گبن نے جو تاریخ کے طرز خاص کا بانی ہے - اس واقعہ کو تحقیق کی نگاہ سے دیکھا اور لکھا کہ "مین اس واقعہ کی اصلیت اور اوسکے نتائج دونون کے انکار کیطرف مائل ہون" گبن نے اپنے انکار کی مختلف وجہین قائم کین جن سے ایک یہ ہے کہ ابو الفرج واقعہ مبحوث فیہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا اور اوسکے سوا کسی اور مورخ حتی کہ خود عیسائی مؤرخون نے اس واقعہ کا کہین ذکر نہین کیا - اسلیئے ابو الفرج کی شہادت کیونکر معتبر ہو سکتی ہے گبن کے اس انکار کے بعد یورپ خواب غفلت سے چونکا اور متعدد علما اوسکی تحقیق مین مصروف ہوے - اگرچہ گبن کے بعد اس واقعہ کے متعلق دو فریق موافق و مخالف قائم ہو گئے لیکن چونکہ اسقدر عموماً مسلم تھا کہ پہلی صدی ہجری مین اسلام کے متعلق یورپ مین کوئی تصنیف نہین لکھی گئی اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت اور خلفاے راشدین کے حالات مین آج تک یورپ مین جسقدر تاریخین لکھی گیئن یا لکھی جا رہی ہین عموماً اسلامی تصنیفات سے ماخوذ ہین - اسلیئے خود اوس فریق کو بھی جو اس واقعہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے

اہل یورپ اس واقعہ کی روایت کا ماخذ عربی تاریخون سے اخذ بتاتے ہین

عربی ہی تاریخون کی طرف رجوع کرنا پڑا مسٹر کریڈن جنہون نے گبن کے انکار پر نہایت غصہ ظاہر کیا اپنی کتاب تاریخ اسلام مین لکھتے ہین - "اگر یہ واقعہ صرف اوس اجنبی شخص (ابو الفرج) کے بیان پر جسنے چھہ سو برس کے بعد اس واقعہ کو تحریر کیا مبنی ہوتا تو ہمکو آرمینا کے مورخ (ابو الفرج)

کے بیان کے تسلیم کرنے مین تامل ہوتا - لیکن یہ واقعہ صرف اسکی سند پر مبنی نہین ہی بلکہ بخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے مصر کی تاریخ قدیم پر تصنیفات لکھی ہین اس واقعہ کو بیان کیا ہی - مسٹر کریل نے نہایت انصاف کے ساتھہ علانیہ اسکا اعتراف کیا ہی وہ لکھتے ہین کہ جہانتک مجھے یاد ہی یہ واقعہ پہلے پہل عبد اللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوا مذکور ہوا ہی "

اس امر کے طی ہو جانیکے بعد کہ اس واقعہ کا ماخذ جو کچہہ ہی صرف عربی تاریخین ہین ہمکو اس بحث کا فیصل کرنا نہایت آسان ہی کیونکہ عرب کی تصنیفات سے واقف ہو جانیکا استحقاق یورپ کی بہ نسبت ہمکو زیادہ ہی وصاحب البیت ادری بما فیہا "گھر کا حال گھر کا آدمی خوب جانتا ہی "

یورپین مصنفین جنہون نے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی سند مین عبد اللطیف بغدادی مقریزی - حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی اور کہا ہی کہ " یہ مورخین نہایت معتبر ہین اور انکی شہادت سے انکار نہین کیا جاسکتا " مین نے جہان تک دیکھا اور بڑا یورپ نے ہمیشہ انہی مورخین کا نام لیا ہی - ایک ناواقف انگریز نے ابن خلدون کا بھی حوالہ دیا ہی اور جھوٹ سے شرم نہ کر کے لکھا ہی کہ " ابن خلدون نے حضرت عمر کے حالات مین یہ روایت بیان کی ہی " لیکن ابن خلدون کی تاریخ ایک عام اور مشہور کتاب ہی - حضرت عمر کی تمام تاریخ مین اس واقعہ کے متعلق ایک حرف بھی مذکور نہین غرض ابن خلدون کے علیحدہ کرنے کے بعد صرف تین مذکورۂ بالا مصنفین پر اس روایت کا مدار رہ جاتا ہی - اب ہم مورخانہ اصول سے اس روایت کی تحقیق پر متوجہ ہوتے ہین جسکے ذیل مین ہم یہ بھی دکھاینگے کہ یورپین مورخین نے ان مصنفون سے استناد کرنے مین

کسقدر تدلیس اور فریب سے کام لیا ہی۔

واقعات تاریخی کے ثابت کرنیکے دو طریقے ہین۔ روایت و درایت۔ **روایت** سے یہ مطلب ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوسکی سند اوس شخص تک پونہچائی جائے جو خود اوس واقعہ مین موجود رہا ہو۔ عرب کی تمام مستند تاریخین اسی اصول پر لکھی گئی ہین اور یہی وجہ ہی کہ اون مین اَخبرنا وحدّثنا کے ذریعہ سے سند کا تمام سلسلہ مذکور کیا جاتا ہی اور اون تمام راویون کا نام لیا جاتا ہی جنکے ذریعہ سے واقعہ کی سند اوس شخص تک پہونچتی ہی جو خود اوس واقعہ مین شریک تہا۔ چوتہی صدی تک اسلامی تاریخون کا یہی طرز رہا اور گو زمانہ مابعد مین اوسکا رواج کم ہو چلا لیکن گذشتہ تین صدیون کے واقعات مین ابتک اسکا لحاظ ہی یعنی اوس زمانہ کے اونہی واقعات کا اعتبار کیا جاتا ہی جو سلسلہ سند کے ساتہ ثابت ہون۔

درایت سے یہ غرض ہی کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہی اوس پر اس لحاظ سے غور کیجائے کہ وہ طبیعت انسانی کے اقتضا۔ زمانہ کی خصوصیتون۔ منسوب الیہ کے حالات۔ اور اوس قسم کے اور قرائن کے ساتہ مطابقت رکہتا ہی یا نہین؟۔ اگر وہ واقعہ اس معیار پر پورا نہین اُترتا تو اوسکی صحت مشتبہ ہو گی یعنی احتمال ہو گا کہ روایت کے تغیرات نے واقعہ کی صورت بدل دی ہی۔

اِس واقعہ کی تحقیق مین بہی ہمکو انہی دو اصول سے کام لینا چاہیئے۔

اِس واقعہ کی تحقیق اصول روایت کے لحاظ سے

چونکہ اِس بحث مین مقدمہ کے دو فریقون مین سے ایک نافی اور دوسرا مثبت ہی اور چونکہ اِس قسم کے مقدمات مین بار ثبوت ہمیشہ اوس فریق پر ہوتا ہی جو ثبوت کا مدعی ہی اس لئے اول ہمکو اون شہادتون پر غور کرنا چاہیئے جو واقعہ کے اثبات مین پیش کیجاتی ہین۔ ہمکو جہانتک

معلوم ہی (اور ہم دعوی کے ساتہہ کہہ سکتے ہین کہ کوئی شخص اس بحث مین اس سے زیادہ ثابت نہین کرسکتا) یورپ کے تمام مصنفین جو اس دعوی کو ثابت کرنا چاہتے ہین اونکی دلیل روایت کی حیثیت سے صرف اسقدر ہی کہ اُس واقعہ کو عبد اللطیف بغدادی۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ نے بیان کیا ہی" اب امور تنقیح طلب یہ ہین کہ کیا ان مصنفون نے اس واقعہ کے متعلق ایسا کوئی بیان کیا ہی جو شہادت مین پیش ہو سکتا ہی؟ اور کیا اس واقعہ کے متعلق اونکی شہادت کافی ہی۔؟ یورپ کے مورخین نے جو اس واقعہ کے مدعی ہین فریب آمیز طور پر بار بار عبد اللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ کا نام لیا ہی۔ اور جنکو انکار ہی وہ ان مصنفون کی شہادت کو قابل اعتبار نہین سمجھتے اور اس طریقہ بحث نے اون یورپین مورخون کی فریب آمیزی پر پردہ ڈال رکہا ہی کیونکہ بحث اسیمین محدود ہوگئی کہ عبد اللطیف وغیرہ قابل سند ہین یا نہین حالانکہ پہلی یہ تحقیق ضرور تہی کہ عبد اللطیف وغیرہ نے کوئی شہادت بہی دی ہی یا نہین۔

پہلی ضروری بحث یہ ہی کہ کیا ان تینون مصنفون کا بیان (جنکا بار بار نام لیا جاتا ہے) تین جداگانہ شہادتین ہین؟ مقریزی کی تاریخ مطبوعہ مصر ہماری پیش نظر ہی اوسنے جلد اول صفحہ ۱۵۱ مین عمود السواری کے بیان مین جو اسکندریہ کا ایک مشہور منارہ ہی عمود السواری کے لفظ سے عنوان قائم کیا ہی اور حرف بحرف وہ عبارت نقل کردی ہی جو اس مینار کے ذکر مین عبد اللطیف نے لکہی تہی عبد اللطیف کی تحریر مین محض ضمنی طور پر اسکندریہ کے کتب خانہ کا ذکر آگیا تہا چونکہ مقریزی نے حرف حرف عبد اللطیف کی عبارت نقل کی ہی اسلئے کتب خانہ کے متعلق جو عبارت ہی وہ بہی اوسیطرح منقول ہوگئی ہی۔ اسی بناپر سیسو لانگل نے جو فرانس کا

مشہور عالم ہی مجبورانہ تسلیم کیا ہی کہ مقریزی کا بیان کوئی مستقل شہادت نہین بلکہ صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل† ہی۔ سیسولا نگل کتب خانہ اسکندریہ کی بحث مین ہماری مخالف ہین لیکن اونکو مجبوراً یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہی۔ جن یورپین مؤرخون نے مقریزی کی اصل کتاب نہین دیکھی وہ ایمان بالغیب کے طور پر بار بار مقریزی کا نام لیتے ہین لیکن سیسولا نگل ایسا نہین کرسکتا تہا کیونکہ اوس نے مقریزی کی کتاب کو خود پڑہا تہا۔ مقریزی نے اسی کتاب مین اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی لیکن کتب خانہ کے متعلق ایک حرف بہی نہین لکہا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ واقعہ مذکورہ کو تاریخی واقعات کی فہرست مین شمار نہین کرتا۔

مقریزی کے خارج ہونیکے بعد دو نام رہ جاتے ہین عبد اللطیف و حاجی خلیفہ۔ حاجی خلیفہ کا ذکر اگرچہ اکثر یورپین مؤرخون نے کیا ہی لیکن اوسکی خاص عبارت کا حوالہ نہین دیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو اونکا دعوی غالباً کمزور ہوجاتا۔ ہم پروفیسر ڈساسی کے (جو ایک مشہور فرنچ مصنف ہین اور جو بڑے زور شور سے اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین) ممنون ہین جنہون نے اس راز کو ظاہر کردیا ہی اور حاجی خلیفہ کی عبارت نقل کردی ہی جسکے اصلی الفاظ یہ ہین۔

فكانت العرب في صدر الاسلام لا تعتني بشيء من العلوم الا بلغتها ومعرفة احكام شريعتها وصناعة الطب فانها كانت موجودة	اہل عرب شروع اسلام مین تمام علوم مین سے بجز لغت و احکام شریعت و طب کے کسی علم کی طرف توجہ نہین کرتے تہے صرف یہ علوم بوجہ عام حاجت کے

† دیکھو پروفیسر ڈساسی کا نوٹ ترجمہ تاریخ عبد اللطیف البغدادی صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ پیرس ۱۸۱۰ء

عند افراد منهم لحاجة الناس طراً اليها
وذلك منهم صونا لقواعد الاسلام
وعقائد اهله عن تطرق الخلل من
علوم الاوائل قبل الرسوخ والاحكام
حتى يروى انهم حرقوا ما وجدوا من
الكتب فی فتوحات البلاد -

بعض لوگون کے پاس موجود تھے - اور اسکا یہ سبب تھا کہ
چونکہ اسلام کے قواعد اور لوگونکے عقائد کے مضبوط و راسخ
نہین ہو چکے تھے اسلیئے ڈر تھا کہ قدما کے علوم سے اونمین
خلل نہ پیدا ہو - یہان تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ
اون لوگون نے شہرون کے فتوحات مین جو کتابین
پائین وہ جلادین -

اِس عبارت مین اسکندریہ کا تو ذکر تک نہین عام طور پر کتابونکے جلانیکا ذکر کیا ہے اور وہ بھی یروی کے لفظ سے جو ظاہر کرتا ہی کہ وہ ایک عامیانہ روایت ہی - اِس عبارت کے طرز اور نظام سے ہرگز نہین پایا جاتا کہ مصنف اِس واقعہ کو واقعہ مسلمہ قرار دیتا ہی - حاجی خلیفہ شروع زمانہ اسلام کی عدم اعتنا کا ذکر بیان کرتا ہی اور اوسکے ذیل مین ایک عامیانہ روایت کو اوسی عامیانہ حیثیت سے ذکر کر جاتا ہی - اسکی بالکل ایسی مثال ہی کہ جس طرح کوئی کہے کہ "نپولین نے مصر مین اسلامی افسری کا دعوی کرنا چاہا اور اسکے لئے بڑے جال پھیلائے یہانتک کہ کہتے ہین کہ اوسنے جامع ازہر مین کلمۂ توحید پڑھا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی" یہ طرز بیان کا ایک عام طریقہ ہی کہ ایسے موقعون پر ایک مقرر یا مضمون نگار ضعیف سے ضعیف روایت کا بھی ذکر کر جاتا ہی -

غرض خاص کتب خانہ اسکندریہ کے جلائے جانیکا دعوی - حاجی خلیفہ کی طرف منسوب کرنا - ایسی تعجب انگیز جرأت ہی جو یورپین مورخون کے سوا اور کسی سے نہین ہو سکتی -

اب صرف عبد اللطیف بغدادی کی شہادت باقی رہگئی - اور درحقیقت یورپین مؤرخون

کا اخیر سہارا یہی عبداللطیف ہی۔ اوسکی حقیقت یہ ہی کہ عبداللطیف نے مصر کی ایک تاریخ لکھی ہی جسکا نام کتاب الافادة والاعتبار فی الامور المشاهدة والحوادث المعائنة بارض مصر۔ یہ کتاب اوسنے ۱ شعبان سنہ ۶۰۳ ہجری مین تمام کی اور اوسکا موضوع صرف وہ حالات وواقعات ہین جو عبداللطیف نے خود مصر مین مشاہدہ کئے۔ اسمین ایک موقع پر عمود السواری کے لفظ سے ایک عنوان قائم کیا ہی اوسکے تمام حالات بیان کئے ہین اور لکھا ہی کہ اس ستون کے گرد چارسو اور چھوٹے چھوٹے ستون تھے۔ یہ حالات لکھتے لکھتے اخیر مین ضمناً یہ عبارت لکھی ہی:-

ویذکر ان هذا العمود من جملة اعمدة کانت تحمل رواق ارسطاطالیس الذی کان یدرس به الحکمة وانه کان دار علم وفیه خزانة کتب حرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب۔	اور کہا جاتا ہی کہ یہ ستون منجملہ اون ستونون کے ہی جن پر وہ چھت قائم تھی جو ارسطو کا رواق تھا اور جہان ارسطو حکمت کا درس دیا کرتا تھا اور یہ کہ وہ دار العلم تھا اور اوس مین وہ کتب خانہ تھا جسکو عمرو بن العاص نے عمر بن الخطاب کے اشارہ سے جلادیا۔

عبداللطیف کی اصل عبارت

اس عبارت سے ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ عبداللطیف نے اس واقعہ کو کس حیثیت سے ذکر کیا ہی عبداللطیف کا یہ تمام قول **یذکر** کے تحت مین ہی جس سے کسی طرح یہ ظاہر نہین ہوسکتا کہ وہ اس واقعہ کو مورخانہ حیثیت سے لکھتا ہی یا اوسکو تسلیم کرتا ہی۔ مسٹر کریل جرمنی اپنے مضمون مین عبداللطیف کا قول نقل کرنیکے بعد لکھتے ہین ”یہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اس سے خاص کوئی غرض نہین معلوم ہوتی۔ یہ کسی خاص

اصل واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ محض ایک مشہور بات کا اعادہ کر دینا ہی جبکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بارہا کہا ہی اور یہ من قبیل اوسی قسم کی غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کی ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس کے مقام کے بارہ مین مشہور تھے"

ایک مزے کی بات یہ ہی کہ عبد اللطیف نے چونکہ بازاری گپون کا ذکر کیا اس لیے اس جملہ مین جتنے واقعات بیان کیے اتفاق سے سب غلط تھے - نہ یہ مقام ارسطو کا رواق تھا نہ ارسطو نے کبھی وہان درس دیا ایک مضمون نگار نے جسنے اسپیکٹیٹر مورخہ ۱۳- جون مین اس مضمون پر ایک بحث لکھی ہی عبد اللطیف کے بیان کی غلطی پر عجیب لطف سے استدلال کیا ہی - وہ کہتا ہی کہ کتب خانہ کا جلایا جانا تو ایک طرف عبد اللطیف نے اسکے ساتھ اور جو واقعات بیان کیے وہ کونسے سچ ہین !!!

یہ ہی حقیقت اون سندون اور روایتون کی جن پر یورپین مؤرخون نے چہاؤنی چہارکہی ہی - ان مصنفون نے اس بحث مین جس قسم کی تدلیس سے کام لیا ہی حقیقت مین وہ نہایت تعجب انگیز ہے - عبد اللطیف وغیرہ کی جو اصل عبارتین ہمنے نقل کی ہین اون سے ناظرین کو معلوم ہو سکتا ہی کہ مقریزی نے خود اس واقعہ کو نہین بیان کیا بلکہ عمود السواری کے ذکر مین عبد اللطیف کی عبارت نقل کر دی ہی جسمین ضمناً کتب خانہ کا بہی ذکر تھا - حاجی خلیفہ نے اسکندریہ کا نام تک نہین لیا البتہ عام طور پر کتب خانون کا ذکر کیا ہی اور وہ بہی یذکر کے تحت مین جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کوئی مصدقہ روایت نہین لیکن یورپین مؤرخون نے عبد اللطیف وغیرہ کا نام ہمیشہ اس حیثیت سے لیا ہی کہ گویا

یورپین مؤرخون کی تدلیس اور فریب دہی -

انہون نے اِس واقعہ کی صحت کا دعوی کیا ہی اور اوسپر کوئی مستقل مضمون لکھا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے اپنے نوٹ مین لکھا ہی کہ "جو اعتراضات ابو الفرج کے بیان پر کئے جاتے ہین اون مین یہ نہایت قوی اعتراض خیال کیا جاتا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین"۔ اسکے بعد پروفیسر ڈساسی اس اعتراض کا جواب دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ "لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف اور مقریزی کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہی"۔ لطف یہ ہی کہ اسی عبارت کے بعد پروفیسر موصوف لکھتے ہین کہ "اگرچہ لوگون کو اس کہنے کا موقع حاصل ہی کہ مقریزی کا قول صرف عبد اللطیف کے فقرہ کی نقل ہی"۔

مسٹر کریٹن لکھتے ہین کہ "یہ واقعہ صرف سند مذکورۂ بالا (یعنی ابو الفرج کا بیان) پر مبنی نہین ہی بلکہ برخلاف اسکے مقریزی اور عبد اللطیف نے جنہون نے قدیم تاریخ مصر پر تصنیفات لکھین اس واقعہ کا بیان کیا ہی"۔

پروفیسر وایٹ نہایت بلند آہنگی سے فرماتے ہین کہ "ہم گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مورخون کی اثباتی شہادت پیش کرنیکی جرأت کرینگے جو ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونے کی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جا سکتا۔ اور دونون مذہب اسلام کے نہایت متعصب پیرو ہین اس سے عبد اللطیف و مقریزی کو مراد لیتا ہون جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کے ذکر ہی مین ہمزبان نہین ہین بلکہ ٹھیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانۂ مذکور قائم تھا"۔

پروفیسر وایٹ نے اس موقع پر کس چالاکی سے کام لیا ہی۔ عبد اللطیف نے ایک

ستون کے ذکر مین ضمناً افواہی طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا ہی پروفیسر وایٹ اوسکو اس قالب

مین ڈہالتے ہین جس سے ایک ناواقف شخص کو یہ گمان ہوگا کہ عبد اللطیف نے مستقل طور

پر اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی اور صرف اصل واقعہ کو ثابت نہین کیا بلکہ واقعہ کا موقع

ومحل بہی متعین کر دیا!!!

اگرچہ یورپ کے اکثر مورخون نے جو اس واقعہ کو ثابت کرنا چاہتے ہین۔ صرف

انہین تینون یعنی عبد اللطیف۔ مقریزی۔ حاجی خلیفہ۔ پر استناد کا مدار رکہا ہی اور ہمنے

اس موقع پر انہین مصنفون سے بحث کی لیکن بعض یورپین مصنفون نے تدلیس (مخفی

فریب) کے میدان مین اورون سے بڑہکر قدم رکہا ہی اور فریب آمیز طور پر ظاہر کیا ہی کہ

اس واقعہ کی تائید کے لئے اور بہی متعدد شہادتین موجود ہین۔ مسٹر کریٹن صاحب اپنی

کتاب کے حاشیہ مین فرماتے ہین کہ "بیرن ڈساسی نے اپنے ایک لمبے نوٹ مین جو

اوسنے عبد اللطیف کے ترجمہ پر لکہا ہی (مصر کا بیان صفحہ ۲۴۰) عربی مصنفون کی کتابون

سے مختلف شہادتین جمع کی ہین جو پیرس کے شاہی کتب خانہ مین موجود ہین اور ان

شہادتون سے ابو الفرج کا بیان قابل اعتبار ثابت ہوتا ہی لیکن مغرور گبن نے ان تصنیفات

کو نہین دیکہا تہا"

اس عبارت سے ایک ناواقف اور خصوصاً وہ جسکو یورپین مصنفون کے ساتہہ عام

خوش اعتقادی ہو بالکل دہوکے مین آجائیگا اور یقین کریگا کہ پیرس کے عظیم الشان کتبخانہ

مین ضرور اس واقعہ کے لئے بہت کچھ مادہ موجود ہوگا ورنہ تمام یورپ مین ایسا غلط واقعہ کیونکر مشہور ہوسکتا تھا۔

لیکن ہمارے ناظرین کو پیرس کے پرُشوکت نام سے مرعوب نہونا چاہیئے۔ ڈساسی کا نوٹ اور وہ کتابین جنکا اونہون نے حوالہ دیا ہی ہمارے سامنے ہین بے شبہہ ڈساسی نے اس واقعہ کو بڑے زور شور سے ثابت کرنا چاہا ہی لیکن افسوس ہی کہ جو زور اونکی طبیعت مین ہی وہ دلائل مین نہین۔ ہم اس موقع پر اون کی پوری تحریر کا لفظی ترجمہ نقل کرتے ہین۔

"ابو الفرج نے اپنی تاریخ خاندان عرب مین عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ اسکندریہ کی بربادی کی نسبت جو واقعہ بیان کیا ہی اوس مین متعدد مشہور مصنفون نے شک کیا ہی۔ جو کچھ اس واقعہ پر لکھا گیا ہی اوسکے بیان کرنے اور اوسکی حیثیت کے اندازہ کرنے مین ایک بڑی بحث ضرور ہونی چاہیئے

وہ دلیلین جنکی بنا پر یہ شکوک کئے گئے ہین اوس جرمن مباحثہ مین ملسکتی ہین جسکو Mch. Rainhard نے ۱۷۹۲ء بمقام Gollingiee چھاپا تھا اور اون ریمارکون مین جو اسکندریہ کے قدیم کتب خانون کے متعلق ہین جنکو کہ M.de.Saintcroix نے میگزین انسائیکلوپیڈیا سال پنجم صفحہ ۴۳۲ مین درج کیا ہی مسیو لانگل M.Langles اور وائٹ White عام خیال کی حمایت کرتے ہین لیکن ابو الفرج کے مبالغہ آمیز بیان کو قبول نہین کرتے۔

ابو الفرج کے بیان پر جو اعتراضات کئے گئے ہین اون مین یہ اعتراض قوی خیال کیا گیا ہی کہ عرب کے مورخ ایک ایسے عظیم واقعہ کے متعلق خاموش ہین۔ لیکن اس اعتراض کا زور یقیناً عبد اللطیف اور مقریزی

کی شہادت کے بعد گھٹ جاتا ہی اگرچہ لوگ یہ کہہ سکتے ہین کہ ظاہرا مقریزی کا وہ فقرہ جیسا کہ مسیو لاگل نے

نشان دیا ہی صرف عبداللطیف کے فقرہ کی نقل ہی۔

مین نہین چاہتا کہ اون ریمارکون سے جنکو کہ مین بیان کرونگا ایک ایسے عالم مصنف (مسیو لاگل مراد

ہی) کے ساتھہ میدان مبارزت مین آون جسکی مین تہ دل سے نہایت عزت اور محبت رکھتا ہون لیکن مین نے

چند اور بھی خاص سندین پیدا کی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ یہ واقعہ جسطرح کہ ابوالفرج نے بیان کیا ہی گو اوسمین ایسی

تفصیلین ہین جو نکتہ چینی کی برداشت نہین کر سکتین تاہم یہ سچ ہی کہ وہ ایک تاریخی سچائی پر مبنی ہی اور یہ کہ عربون

نے جب یہ شہر فتح کر لیا تھا تو عمرو بن العاص نے۔ عمرؓ کے فرمان کے مطابق یہ حکم دیا تھا کہ ایک مجموعہ جسمین

بہت سی کتابین تہین اور جو اسکندریہ مین تہا آگ پر رکھدیا جائے "

اسکے بعد پروفیسر ڈساسی نے حاجی خلیفہ اور مقدمہ ابن خلدون کی عبارت نقل کی ہی اور

اوس سے کتبخانۂ اسکندریہ کے واقعہ پر استدلال کیا ہی۔

پروفیسر ڈساسی نے جو نئی خاص سندین پیدا کین اونکے دیکھنے کا ہمکو نہایت شوق تھا مگر افسوس

کہ وہ کچھہ نہ نکلین۔ پروفیسر موصوف نے پیرس کے اتنے بڑے عظیم الشان کتبخانہ کو چھانکر صرف دو

سندین مہیا کین۔ ایک تو وہی حاجی خلیفہ کی عبارت جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہین۔ دوسری مقدمہ ابن خلدون

کا ایک فقرہ جسمین ایک موقع پر ضمناً اور اجمالاً ایران کے کتبخانہ کا ذکر آگیا ہی۔ یہ بھی عجیب منطق ہی

کہ اسکندریہ کے کتبخانہ کے جلائے جانیکا دعوی کیا جائے اور دلیل مین ایران کا نام لیا جائے۔

اگرچہ ابن خلدون کا یہ قول بالکل غلط اور تمام صحیح اور مستند تاریخون کے خلاف ہی لیکن ہم اس مقام

پر اوس سے بحث نہین کرتے۔ کیونکہ ہمارا مضمون اسکندریہ کے کتبخانہ پر ہی نہ ایران پر۔

شاید یہ کہا جائے کہ پروفیسر ڈساسی نے ابن خلدون کے قول کو تائیدی شہادت
مین پیش کیا ہی۔ لیکن اوس سے یہ مقصد بھی حاصل نہین ہوتا کیونکہ اوس سے اگر کوئی نتیجہ
نکلتا ہی تو یہ نکلتا ہی کہ اسکندریہ کا واقعہ بالکل بے اصل ہی ورنہ جسطرح ایران کا واقعہ ابن
خلدون نے بیان کیا تھا کوئی نہ کوئی عربی مورخ اسکندریہ کے واقعہ کا بھی اوسی حیثیت سے
ذکر کرتا۔ حالانکہ عربی کی سیکڑون ہزارون تاریخون مین سے ایک مین بھی اوسکا پتہ نہین چلتا۔
عبداللطیف و مقریزی کی اصل عبارت جو ہم نے نقل کی وہ کسیطرح شہادت مین
پیش نہین کی جاسکتی لطف یہ ہی کہ خود ابوالفرج جو اس بحث مین ہمارا مدعا علیہ ہی اوسنے بھی
اس واقعہ کو اس حیثیت سے نہین لکھا جس سے ثابت ہو کہ وہ یقیناً اوسکو تسلیم کرتا تھا
اور صحیح سمجھتا تھا۔ ابوالفرج کی اصلی تاریخ جو سریانی زبان مین ہی اور جس مین فتح اسکندریہ کا
حال تفصیلاً مذکور ہی اوس مین اس واقعہ کا ذکر تک نہین۔ البتہ اوس تاریخ کا خلاصہ جو عربی
زبان مین ہی اوس مین یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر نقل کر آئے مذکور ہی لیکن اوس خلاصہ کی
نسبت کافی اطمینان نہین ہی کہ جو بیانات اوس مین اصل سریانی تاریخ پر اضافہ کئے گئے ہین
وہ درحقیقت ابوالفرج ہی کے ہین یا کسی اور نے الحاق کر دیا ہی۔ مسٹر گریل جرمنی اس
خلاصہ کی نسبت لکھتے ہین کہ "اسمین بہت سی ایسی چیزین ہین جو اصل سریانی مین نہین۔
اور یہ امر کہ آیا یہ مقامات زمانہ مابعد کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے اونکو بڑھایا ہی بخوبی
معلوم نہین ہوتا کیونکہ اوس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین۔ یہ واقعہ کتب خانہ اسکندریہ
کے جلائے جانیکا جو عربی مین موجود ہی اصل سریانی مین نہین پایا جاتا۔" اس عبارت کے

الحاقی ہونیکا گمان اس سے زیادہ قوی ہوجاتا ہی کہ اس عربی خلاصہ کو پروفیسر لوکاک نے
اپنے اہتمام و تصحیح سے چہپوایا ہی اور اونکو مسلمانون کے خلاف واقعات گڑھ لینے مین
نہایت کمال حاصل تہا۔

یہ تمام بحث تو اس لحاظ سے تہی کہ عبد اللطیف و حاجی خلیفہ نے اس واقعہ کے
متعلق کوئی شہادت دی بہی ہی یا نہین۔ لیکن بطریق تنزل اگر ہم یہ مان بہی لین کہ درحقیقت
ان مصنفون نے اوسکو صحیح تسلیم کیا ہی تو دوسری بحث یہ پیدا ہوتی ہی کہ اس امر کے متعلق
ان مصنفونکی شہادت قابل اعتبار ہی یا نہین۔ عبد اللطیف بغدادی ۵۵۵ ہجری مین پیدا
ہوا۔ اور حاجی خلیفہ کو تو دو سو برس سے زیادہ نہین گذرے کون شخص کہہ سکتا ہی کہ
ایک ایسے واقعہ کے متعلق جو پہلی صدی ہجری کے شروع مین واقع ہوا ہو وہ شہادت
معتبر ہوسکتی ہی جسکو لوگون نے بیان کیا ہو جو اصل واقعہ کے پانسو برس بعد پیدا ہوے
اور جنہون نے نہ کوئی سند بیان کی ہو نہ کوئی حوالہ دیا ہو۔

عبد اللطیف و حاجی خلیفہ کا تاریخ مین کیا رتبہ ہی

ہمکو ان مصنفون کی نسبت یہ بہی دیکہنا ہی کہ فن تاریخ مین ان کو کیا رتبہ حاصل ہی۔ کیونکہ
یورپین مؤرخون نے اس موقع پر بہی تدلیس سے کام لیا ہی۔ وہ بڑے بڑے شاندار
لفظون مین حاجی خلیفہ و عبد اللطیف کی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین کہ اونکی عظمت
و شان کے لحاظ سے اونکا قول ضرور تسلیم کے قابل ہی۔ یورپین مصنفون کے اس فریب
کی پردہ دری کے لئے صرف ایک مختصر سا سوال کافی ہی۔ ہم بہی تسلیم کرتے ہین کہ عبد اللطیف
و حاجی خلیفہ بڑے پایہ کے مصنف ہین مگر سوال یہ ہی کہ کس فن مین؟ عبد اللطیف بے شبہہ

بہت بڑا طبیب تہا۔ طب مین اوسکی متعدد تصنیفات موجود ہین۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا مین اوسکا مفصل تذکرہ لکہا ہی جس سے اوسکی طبی معلومات اور عظمت شان کا اندازہ ہو سکتا ہی۔ لیکن کیا اوسکو کسی نے مورخ کہا ہی؟ کیا اوسنے اپنی لالیف مین کہین فن تاریخ کا تذکرہ کیا ہی۔ اگر یہ نہین ہی تو تاریخی واقعات مین اوسکی عظمت و شان کس کام آئیگی۔ فارابی و بوعلی سینا کے حوالے سے اگر کوئی تاریخی واقعہ لکہا جائے تو کس حد تک اعتبار کے قابل ہوگا۔

حاجی خلیفہ نے بے شبہہ کشف الظنون نہایت مفید کتاب لکہی ہی لیکن وہ کوئی تاریخ کی کتاب نہین ہی بلکہ اسلامی تصنیفات کی فہرست ہی۔ اِسکے سوا حاجی خلیفہ کا کوئی کارنامہ ہمکو معلوم نہین۔ تاریخ مین نہ اوسکی کوئی کتاب ہی نہ کسی نے اوسکو مورخون مین شمار کیا ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ ہمارے مخالفون کے لئے یہ نہایت شرم کی جگہہ ہی کہ اون کو ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کے لئے جو بخیال اونکے چہہ مہینے تک قائم رہا۔ اسلام کی سیکڑون ہزارون تصنیفات مین سے کہین کوئی سہارا ہاتہہ نہ آئے اور مجبوری اونکو ایک طبیب اور فہرست نگار کے سایے مین پناہ لینی پڑی۔

واقعہ مفروضہ کے غلط ہونیکا دعوی اور نفی کے دعوی کا طرز ثبوت۔

یہانتک ہمنے جو بحث کی وہ اس حیثیت سے تہی کہ ہمنے مخالفین کو مدعی قرار دیا تہا کیونکہ اصول مناظرہ کی رو سے درحقیقت وہی مدعی ہین۔ لیکن اس سے بڑہکر ہم خود مدعی بنتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ حضرت عمرؓ کے حکم سے یہ کتب خانہ برباد نہین ہوا اور نہ کبہی مسلمانون نے اوسکو برباد کیا۔ لیکن پہلے یہ سمجہہ لینا چاہیئے کہ جو دعوی نفی کی

صورت مین کیا جاتا ہی اوسکے لیئے روایۃً و درایۃً استدلال کا کیا طریقہ ہی۔ مثلاً اگر یہ دعوی کیا جائے کہ فلان واقعہ فلان عہد مین نہین ہوا۔ تو اسکی دلیل روایت کے لحاظ سے صرف یہ ہوگی کہ اوس عہد کے متعلق علم و واقفیت کے جسقدر ذریعہ ہین اون سے اوس واقعہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ اور درایت کے لحاظ سے یہ کہ تمام قرائن اور شہادتین اوس واقعہ کے ثبوت کے خلاف ہین۔ انھی وجوہ استدلال کے لحاظ سے ہم دعوی کرتے ہین کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانون کے ہاتھہ سے ہرگز برباد نہین ہوا۔

اسلام کی ابتدائی تاریخین۔

اسلام مین تصنیف و تالیف کی ابتدا سنہ ۱۴۰ھ سے ہوئی اور اسی زمانہ مین تاریخ کی سب سے پہلی کتاب محمد بن اسحق نے لکھی جو آنحضرتؐ کے حالات مین ہی۔ اِسکے بعد اور مصنفین نے عام تاریخین لکھین جنمین خلفاے راشدین کی فتوحات و واقعات تفصیل سے مذکور ہین۔ اِس دور کی تصنیفات مین سے آج جو موجود ہین یا جنکا نام و نشان معلوم ہی یہ ہین۔

فتوح البلدان بلاذری۔ بلاذری۔ خلیفہ متوکل باللہ کے عہد مین تھا۔ اِس تاریخ مین اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھہ بیان کیے ہین۔

تاریخ یعقوبی۔ یعنی تاریخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح کاتب العباسی یہ مصنف نہایت قدیم مصنف ہی اور مامون الرشید کے درباریون کا ہمعصر ہی اوسنے یہ تاریخ سنہ ۲۵۹ ہجری تک لکھی ہی اور غالباً اِس سنہ مین وہ موجود تھا۔ یہ کتاب دو جلدون مین ہی اور سنہ ۱۸۸۳ء مین بمقام لیدن چھاپی گئی۔

تاریخ ابوحنیفہ دینوری۔ لیدن مین چھاپی گئی ہی۔

تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری - یہ تاریخ اگرچہ مذکورۂ بالا تاریخون سے کسی قدر زمانہ مابعد کی ہی - کیونکہ اِسکے مصنف نے سنہ ۳۱۰ ہجری مطابق سنہ ۹۲۲ء مین وفات پائی ہی لیکن اوسنے تمام واقعات سند متصل کے ساتھہ لکھے ہین اور ہر روایت مین تمام راویون کے نام بیان کردئے ہین - یہ کتاب تمام اون روایتون کا مخزن ہی جو تاریخ اسلام کے متعلق آج موجود ہین یا کبھی موجود تہین - اور اِس لحاظ سے یہ کہنا صحیح ہی کہ تین سو صدیون کے متعلق جو معتدبہ واقعہ اس کتاب مین نہین ہی وہ داخل نہین یہ ایک نہایت ضخیم کتاب ہی اور اوسکی ۲۳ جلدین ہالنڈ مین چھپ چکی ہین اور متعدد جلدین اور باقی ہین -

ابن الاثیر و ابن خلدون جنکی تاریخین نہایت معتبر خیال کی جاتی ہین وہ تاریخ طبری ہی کا خلاصہ ہین اور خود ان مورخون نے اِسکا اعتراف کیا ہی - اِن تاریخون کے سوا تاریخ اسلام کے متعلق اور بہی بہت سی کتابین لکھی گیئن لیکن قدیم واقعات کی نسبت اون سبکا ماخذ یہی چند کتابین ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا اور یہ صحیح طور پر خود اون کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی -

اِن کتابون کے سوا مصر و اسکندریہ کے خاص حالات مین بہت سی کتابین لکھی گیئن انمین سے جس قدر ہم دریافت کرسکے یہ ہین [۱] خطط مصر لابی عمر الکندی المتوفی سنہ ۲۴۶ھ [۲] کشف الممالک لابن شاہین المتوفی سنہ ۳۸۵ھ [۳] تاریخ مصر لعبد الرحمن الصوفی المتوفی سنہ ۳۴۷ھ [۴] تاریخ مصر لمحمد بن برکات النحوی المتوفی سنہ ۵۲۰ھ [۵] التعاظ المتامل الی سنہ ۶۲۰ھ [۶] تاریخ مصر لمحمد بن عبد اللہ المتوفی سنہ ۲۴۰ھ - تاریخ مصر للقفطی المتوفی سنہ ۶۴۶ھ ہجری

تاریخ مصر لقطب الدین الحلبی المتوفی ۷۳۵ھ - تاریخ مصر لیحیی الحلبی المتوفی سنہ ۸۰۴ہجری

[10] الانتصار لابن دقماق المتوفی ۸۰۹ھ - [11] عقود الجواہر - نزہۃ الناظرین - [12] الدرۃ المضیۃ -

[13] اشرف الطرف - [14] نزہۃ السنیۃ - [15] تفریج الکربۃ - [16] فرائد السلوک - [17] بدائع الزہور - [18] تحفۃ الکرام

باخبار الاحرام - [19] اعلام بمن ولی مصر فی الاسلام - [20] تاریخ مصر لابراہیم بن وصیف - [21] جواہر البحور

[22] مختار للقضاعی - [23] النقط المعجم - [24] الروضۃ البہیۃ - [25] المواعظ والاعتبار للمقریزی - [26] جواہر الالفاظ

[27] اتعاظ الحنفاء - [28] نجوم الزاہرہ - [29] تاریخ مصر لابن عبد الحکم - اگرچہ یہ تمام کتابین آج نہین ملتین

لیکن زمانہ مابعد کی متعدد تصنیفات ایسی موجود ہین جنمین تمام قدیم کتابون کی روایتین

جمع کردی گئین ہین مثلاً حسن المحاضرہ سیوطی جسکے دیباچہ مین خود سیوطی نے لکھا ہے کہ مین نے

[28] اٹھائیس تاریخین دیکھین اور اون سے یہ کتاب طیار کی سب سے مفصل اور بسیط مواعظ والاعتبار

بذکر الخطط والآثار ہے جو مقریزی کی تصنیف ہے اور جس مین مصر و اسکندریہ کے متعلق ایک ایک

جزئی واقعہ کا استقصا کیا گیا ہے۔

یہ تمام معتبر کتابین جنکا ذکر اوپر ہوا اور جنکے سوا اوس زمانے کے حالات کے دریافت

کرنیکا کوئی ذریعہ نہین ہے۔ ان مین سے کسی کتاب مین واقعہ مبحوث فیہ کا مطلق پتہ نہین

چلتا۔ ان کتابون مین اور خصوصاً طبری و فتوح البلدان بلاذری و حسن المحاضرہ و خطط

والآثار للمقریزی - مین اسکندریہ کی فتح کے نہایت تفصیلی حالات مذکور ہین لیکن

کتب خانہ کا ذکر تک نہین۔

یہ کتابین تو وہ ہین جن مین اس واقعہ کو (اگر وہ واقعہ ہوتا) مستقل طور پر مذکور ہونا چاہیے

تھا۔ لیکن جن تصنیفات مین ضمنی اور اتفاقی طور پر اسکا تذکرہ آسکتا تھا اونمین بھی واقعہٴ مفروضہ کا کہین پتہ نہین چلتا۔ مثلاً حکما اور طبیبون کے حالات مین جو کتابین لکھی گئین ہین اونمین یحیی النحوی کا ذکر عموماً کیا جاتا ہی۔ چنانچہ ابو الفرج نے یہ فرضی قصہ جو گڑھا تو اسی یحیی النحوی کے تذکرہ مین گڑھا اور یون بیان کیا کہ یحیی نے عمرو بن العاص سے کتب خانہ کے لئے درخواست کی تھی جسکے جواب مین عمرو نے حضرت عمرؓ کے حکم سے کتب خانہ کے جلانیکا حکم دیا۔ یحیی طبیب اور فلاسفر تھا اور عربی زبان مین اوسکی تمام کتابین ترجمہ کی گئین اس لئے عربی تاریخین جو حکما اور اطبا کے حالات مین ہین اونمین یحیی کا مفصل تذکرہ کیا گیا ہی۔ ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطبا۔ اور ابن الندیم نے کتاب الفہرست مین یحیی کے تمام حالات و واقعات اور اوسکی تصنیفات کے نام لکھے ہین۔ اور یہ بھی لکھا ہی کہ وہ عمرو بن العاص کے پاس حاضر ہوا اور عمرو نے اوسکی بہت کچھ عزت کی۔ ابن الندیم کے خاص الفاظ یہ ہین۔

ولما فتحت مصر علی یدی عمرو بن العاص دخل الیه واکرمه ورای له موضعا۔	یعنی جب مصر عمرو بن العاص کے ہاتھ سے فتح ہوا تو یحیی عمرو کی خدمت مین حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکی عزت و تکریم کی۔

ان تمام تصریحات کے ساتھ کتب خانہ کا کہین ذکر نہین جس سے علانیہ اس واقعہ کا بالکل بے اصل ہونا پایا جاتا ہی۔

ان تصنیفات کے علاوہ اور قسم کی تصنیفات مثلاً جغرافیون۔ سفرنامون۔ بیوگرفیون مین اس واقعہ کا ذکر ضمناً آسکتا تھا لیکن ان موقعون مین اوسکا نام و نشان تک نہین۔

سچ یہ ہی کہ اگر یہ دعوی کیا جائے تو بالکل سچ ہی کہ عبد اللطیف کی عبارت کے سوا جسکی حقیقت ہم اوپر بیان کر چکے کل اسلام کا لٹریچر اس واقعہ کے ذکر سے خالی ہی!! اس سے زیادہ اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی کیا دلیل ہوگی ؟۔

اس سے بڑھکر یہ کہ خود عیسائی قدیم تاریخون مین اوسکا پتہ نہین۔ یوٹکس المتوفی سنہ ۹۴۰ء جو دسوین صدی عیسوی مین اسکندریہ کا بطریق تھا اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال تفصیل سے لکھا ہی۔ اسیطرح المکین جو واقعہ مفروضہ کے تین سو برس بعد تھا یعنی ابوالفرج سے دو سو برس پہلے اوسنے تاریخ مصر خود مصر مین رہ کر لکھی اور اسکندریہ کی فتح کے حالات نہایت تفصیل سے لکھے۔ لیکن اون دونون کتابون مین واقعہ مفروضہ کے متعلق ایک حرف بھی مذکور نہین۔ یہ دونون مصنف متعصب عیسائی تھے جنکی نسبت مسلمانون کے ساتھہ کسی قسم کی بیجا طرفداری کا گمان نہین ہو سکتا۔ اسکے ساتھہ محقق اور علم دوست تھے اور اونکی نگاہ مین اتنے بڑے بڑے علمی سرمایہ کا ضائع ہونا کوئی معمولی بات نہین ہو سکتی تھی۔ مصر کے قیام اور ذاتی شوق کی وجہ سے مصر کے حالات کے متعلق اونکے وسائل معلومات نہایت وسیع تھے ان باتون کے ساتھہ ان دونون مؤرخون کا واقعہ مبحوث فیہ کے متعلق ایک حرف نہ لکھنا صریح اس بات کی دلیل ہی کہ اوسکی کچھہ اصل نہین چنانچہ انصاف پسند یورپین مصنفون مثلاً گبن۔ کریل۔ نے اس واقعہ کے بے اصل ہونیکے لئے عموماً اس سے استدلال کیا ہی۔

عیسائی قدیم مؤرخون کا سکوت

اس واقعہ کے بے اصل ہونیکی ایک نہایت قوی دلیل یہ ہی کہ جس کتبخانہ کا جلایا جانا

بیان کیا جاتا ہی وہ اسلام کے دور سے پہلے ہی برباد ہوچکا تھا - اِسکی حقیقت
یہ ہی کہ یہ کتب خانہ شاہان مصر نے جو بت پرست اور بہت سے خداؤن کے ماننے
والے تھے قائم کیا تھا - جب مصر مین عیسائیت کا دورہ ہوا تو عیسائی بادشاہون
نے تعصب مذہبی کی وجہ سے اِن کتابونکی بربادی شروع کی اور اونکے اِس ارادہ کو
پادریون نے اور بھی اشتعال دیا -

کتب خانہ مذکور اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تھا -

چنانچہ یورپ کے بڑے بڑے نامور مصنفون اور مورخون کو تسلیم کرنا پڑا کہ کتب خانہ
اسلام سے پہلے برباد ہوچکا تھا - سورنیان جوفرانس کا ایک مشہور عالم ہی
اوسنے ایک دفعہ یونیورسٹی مین اِس عنوان پر لکچر دیا تھا "اسلام اور علم" - یہ لکچر ایک
رسالہ کی صورت مین بمقام پیرس ۱۸۸۳ء مین چھپا ہی - اگرچہ یہ لکچر مسلمانونکے برخلاف
نہایت تعصب آمیز تھا یعنی اوسمین نہایت شد و مد سے یہ ثابت کیا تھا کہ اسلام اور علم کبھی
جمع نہین ہوسکتے تاہم اِس متعصب شخص نے کتب خانۂ اسکندریہ کے متعلق یہ الفاظ
کہے - "اگرچہ یہ بار بار کہا گیا ہی کہ عمرو نے کتب خانۂ اسکندریہ کو برباد کرا دیا لیکن یہ
صحیح نہین - کتب خانۂ مذکور اِس زمانہ سے پہلے ہی برباد ہوچکا تھا"
اِس شاہی کتب خانہ کی تفصیلی کیفیت مسٹر کریل نے اپنے مضمون مین لکھی ہی اور
اوسکے عہد بعہد کی بربادی کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہی لیکن چونکہ مسٹر کریل
کا مضمون ہمارے رسالہ کے اخیر مین بطور ضمیمہ شامل ہی اِسلیے ہم اوسکو یہان نقل نہین
کرتے - اِس کتب خانہ کا برباد ہونا ایسا یقینی امر ہی جس سے وہ یورپین مورخین بھی

انکار نہین کر سکے جو اس واقعہ کے اثبات کے درپے ہین مسٹر ڈریپر اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ جولیس سیزر نے نصف سے زیادہ کتابین جلادی تہین اور اسکندریہ کے بطریقون نے نہ صرف قریباً کل باقی کتابون کے منتشر ہونیکی اجازت دی بلکہ اپنی نگرانی مین اونکو منتشر کرایا۔ اور وسیس صاف بیان کرتا ہی کہ بیس۲۰ سال بعد اس واقعہ کے تہیوفلس نے شہنشاہ تہیوڈوسس سے تحریری اجازت کتب خانۂ مذکور کی بربادی کی حاصل کی تہی۔ مین نے اوسکی الماریان اور خانے خالی دیکھے"

چونکہ اس کتب خانہ کی بربادی یقینی امر تہا اسلئے مخالفون نے ایک اور فریب سے کام لیا یعنی یہ دعوی کیا کہ عمرو نے جو کتب خانہ تباہ کیا وہ شاہی کتب خانہ نہ تھا بلکہ سراپیم کا کتب خانہ تہا چنانچہ اسپکٹیٹر کے مضمون نگار نے ابوالفرج کی حمایت مین سراپیم ہی کے کتب خانہ کا حوالہ دیا ہی۔ لیکن یہ توجیہ القول بما لا یرضی قائلہ ہے کیونکہ ابوالفرج نے اپنی تاریخ مین جہان یہ لکھا ہی کہ یحیی النحوی نے عمرو بن العاص سے کتابون کے لئے درخواست کی وہان صاف یہ الفاظ لکھے ہین۔ کتب الحکمۃ اللتی فی خزائن الملوکیۃ یعنی فلسفہ کی وہ کتابین جو شاہی خزانون (کتب خانون) مین ہین" لیکن اگر ہم تسلیم بھی کرلین کہ یہ حکایت سراپیم کے کتب خانہ کی نسبت ہی تاہم مخالفون کو یہ ثابت کرنا مشکل ہوگا کہ سراپیم کا کتب خانہ فتح اسکندریہ کے وقت موجود تہا بلکہ برخلاف اسکے یہ ثابت ہوگا کہ کتب خانۂ مذکور کل یا قریب کل کے پہلے ہی برباد ہوچکا تہا۔

سراپیم کے کتب خانہ کا ذکر

مسٹر گریل۔ لکھتے ہین کہ سراپیم اور اوسکے کتب خانہ کا حال اس وقت تک تاریکی

مین پڑا ہوا ہی - یہ تو معلوم ہی کہ سراپیم کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تہا تہیوڈوسیس کے عہد مین ۳۸۹ء مین گرجا بنا دیا گیا تہا لیکن یہ امر کہ آیا اِس تبدیل کے وقت وہ کتب خانہ وہان موجود تہا یا ضائع ہوگیا تہا یا کتابین قسطنطنیہ کو منتقل ہوگئی تہین یطلق ثابت نہین ہوتا - یہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطنیہ جانا زیادہ ترقرین قیاس ہی کیونکہ تہیوڈوسیس ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین بمقام قسطنطنیہ قائم کیا وہ زیادہ تر مصر و ایشیاے کوچک کی کتابون سے تیار ہوا تہا -

مسیو سڈیو فرانسیسی نے یہ تسلیم کر کے کہ کتب خانہ مبحوث فیہ سراپیم مین تہا لکہا ہی کہ "کسی ہمعصر مورخ نے اِس واقعہ (یعنی عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو برباد کرنا) بیان نہین کیا لیکن اگر وہ صحیح بہی ہوتا ہم وہ صرف معدودے چند کتابون سے متعلق ہوگا کیونکہ اوس کتب خانہ کے حصے ۳۹۰ء مین سیرز کے عہد مین اور تہیوڈوسیس کے عہد مین برباد ہو چکے تہے "

واقعہ مفروضہ کی تحقیق اصول درایت سے

اب ہم اصول درایت کے معیار سے اِس واقعہ کی صحت و عدم صحت کا اندازہ کرنا چاہتے ہین - واقعۂ مذکورہ کو ابوالفرج (جو اس فرضی قصّہ کا موجد اول ہی) نے جن خصوصیتون کے ساتہہ بیان کیا ہی وہ تو اسقدر لغو ہین کہ عموماً تمام یورپین مورخین موافق ہون یا مخالف - اوسکو افسانۂ باطل سمجہتے ہین - پروفیسر ڈساسی جنہون نے بڑے زور شور سے اِس واقعہ کو ثابت کرنا چاہا ہی تسلیم کیا ہی کہ ابوالفرج کے بیان مین جو تفصیلین ہین - صحیح نہین - برٹش انسائیکلوپیڈیا کے لکہنے والون نے بہی اوسکی

ہنسی اوڑائی ہی - اور درحقیقت ایک کتب خانہ کا حماموں مین (جنکی تعداد چار ہزار تھی)
تقسیم کیا جانا اور چہ مہینہ تک کتابوں کا جلتا رہنا اور ایندہن کے کام آنا - افسانہ کے
سوا اور کیا ہو سکتا ہی؟ ابو الفرج نے اگرچہ مصر کے تمام حماموں کی تعداد نہین بتائی
لیکن یہ صحیح طور پر معلوم ہی کہ وہ چار ہزار تھے - اسلئے حماماے مصر اور چار ہزار
کی تعداد کو لازم و ملزوم سمجھنا چاہیئے جیسا کہ اکثر یورپین مورخون نے سمجھا ہی - اب اگر
دیکھا جائے کہ اربعہ متناسبہ کی رو سے فی حمام ہر روز کیا تعداد پڑتی ہی تو معلوم ہوگا کہ ہر
روز فی حمام ایک کتاب کا بھی پرتہ نہین پڑتا بلکہ نصف کتاب سے متجاوز نہین ہوتا
یا تو حمام ایسے مختصر تھے کہ ایک دن کے لئے ایک کتاب بلکہ نصف کتاب کافی ہوتی
تھی - یا کتابین اس قدر ضخیم تھین کہ ایک کتاب کا آدھا حصّہ - حمام کے لئے سارے
دن ایندہن کا کام دیسکتا تھا -

یہ بھی مسلم ہی کہ اوس زمانہ مین کتابین چمڑے کے کاغذ پر لکھی جاتی تھین جو ایندہن کا
کام نہین دیسکتا تھا - اسلئے کتابون کا اس کام کے لئے استعمال کرنا اور بھی بیہودہ
معلوم ہوتا ہی - ڈریپر صاحب لکھتے ہین کہ "ہمکو یقین ہی کہ اسکندریہ کے حمام والے
جبتک کوئی اور شی جلانے کے لئے پاسکتے تھے انہون نے چمڑے کا کاغذ
(جسپر کتابین لکھی تھین) نہین جلایا ہوگا اور ان کتابون کا بہت بڑا حصّہ چمڑے
ہی کے کاغذ کا بنا ہوا تھا"

اس قصّہ کے گڑہنے والون نے یہ قصّہ مسلمانون کے بدنام کرنے کیلئے گڑہا لیکن اونکو

یہ خیال نہ آیا کہ اوسکی وجہ سے مسلمانون سے زیادہ عیسائی موجب الزام ٹھیرتے ہین عمرو بن العاص نے بفرض محال اسقدر کیا کہ کتابین حمامون مین بھجوادین - لیکن حمام والے جسقدر تہے عیسائی تہے وہ کتابون کو بچا سکتے تہے اور بجاے اوسکے اور ایندہن سے کام لے سکتے تہے - عمرو بن العاص نے اِسکے بعد اسکندریہ مین چھہ مہینہ تک قیام بھی نہین کیا تہا کہ اونکی باز پرس کا ڈر ہوتا -

اگرچہ یہ سرسری اور عام فہم قیاسات واقعہ مفروضہ کے ابطال کے لئے کافی ہین لیکن زیادہ تدقیقات سے اور بہی اوسکی رہی سہی قلعی کہلجاتی ہے - اس واقعہ کو اگر ہم درایت کی نگاہ سے دیکھنا چاہین تو ہمکو اِن امور پر لحاظ کرنا ہوگا - اسکندریہ پر کسطرح اور کن شرائط کے ساتھہ قبضہ کیا گیا؟ اِس حیثیت سے اور ممالک جو فتح ہوئے وہان کیا برتاؤ ہوا؟ اس قسم کے موقعون مین حضرت عمر کا عموماً طرز عمل کیا تہا؟ - عمرو بن العاص - کا ذاتی میلان اور مذاق طبیعت کیا تہا؟ -

اسکندریہ کے علمی خزانون کے آثار اسلام مین ملتے ہین یا نہین؟ ان مین سے ہر سوال کا جواب اِس بحث کا کم و بیش فیصلہ کرسکتا ہے -

یہ امر تمام صحیح تاریخون سے ثابت ہے کہ اسکندریہ - فتح ہونیکے بعد ذمیانہ عہد مین داخل ہوگیا یعنی وہان کی تمام رعایا ذمی قرار دی گئی - فتوح البلدان بلاذری مین جو نہایت قدیم تصنیف ہے اور جسکا مصنف تمام واقعات اپنی سند روایت سے بیان کرتا ہے لکھا ہے -

ثم ان عمرو افتتحها بالسيف وغنم ما فيها واستبقى اهلها ولم يقتل ولم يسب وجعلهم ذمة	یعنی عمرو نے اسکندریہ کو تلوار سے فتح کیا اور غنیمت لوٹی اور وہانکے لوگونکو باقی رکھا اور قتل و قید نہین کی اور لوگونکو ذمی قرار دیا

مصر وغیرہ کن شرائط کے ساتھ فتح ہوئے

یہی الفاظ ابن الاثیر و ابن خلدون وغیرہ مین بھی ہین -

ذمیون کے جو حقوق قرار دیے گئے تھے اون مین سب سے مقدم یہ تھا کہ اون کی جان مال - نقد - اسباب - مویشی - مکانات وغیرہ سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا جائیگا - فارس وشام - کی فتوحات مین جو تحریری معاہدے ذمیون سے ہوئے وہ تمام تاریخون مین منقول ہین اور سب مین اس حق کا خاص لحاظ رکھا گیا ہی - خود مصر کے معاہدے کے یہ الفاظ ہین -

هذا ما اعطى عمرو بن العاصي اهل مصر من الامان على انفسهم ودمهم واموالهم وكنائسهم وصاعهم ومدهم وعددهم	یعنی عمرو بن العاص نے اہل مصر کو انکی جان - خون - مال - صاع - مد کو امان عطا کی -

معجم البلدان مین ایک اور صحیح روایت سے نقل کیا ہی کہ معاہدے مین یہ الفاظ یا مضمون داخل تھا -

وان لهم ارضهم واموالهم لا يتعرضون فی شی منها "یعنی اونکی زمین اور مال اونہین کا رہیگا اور اون مین سے کسی چیز مین تعرض نہ کیا جائیگا"

ذمیون کے ساتھ حضرت عمرؓ کا عام برتاؤ -

اہل ذمہ کے ساتھ حضرت عمرؓ کا جو طرز عمل تھا اوسکی پوری تفصیل کا تو یہ موقع نہین ہی لیکن اجمالاً اسقدر کہنا ضرور ہی کہ انہون نے ذمیون کی جان و مال کو ہمیشہ مسلمانون کی جان و مال کے برابر سمجھا - شہر حیرۃ مین ایک مسلمان نے ذمی کو قتل

کرڈالاتہا اوسکے بدلے مسلمان کے قتل کا حکم دیا اور اِس حکم کی علانیہ تعمیل کرائی۔ مفلس ذمیون کے لئے بیت المال سے روزینے مقرر کئے۔ فارس وشام کی تمام فتوحات مین گرجے اور معبد محفوظ رکہے۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مرنے کے وقت جو تین وصیتین کین اونمین ایک یہ تھی۔

اوصی الخلیفة من بعدی بذمة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یوفی لہم بعہدہم وان یقاتل من ورّائہم ولا یکلفوا فوق طاقتہم۔	میرے بعد جو خلیفہ مقرر ہوگا اوس کے لئے مین رسول اللہ کے ذمہ پر وصیت کرتا ہون کہ ذمیونکے معاہدون کو بجالائے اور اونکی حفاظت کے لئے اونکے دشمنون سے لڑے اور اونکو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دیجائے

یورپ کے متعصب مصنفین اگرچہ حضرت عمر کی شدت اور جبروت کے شاکی ہین لیکن اِس سے انکار نہین کرسکتے کہ جسوقت جوکچہہ اونکی زبان وقلم سے نکلا وہ اوسیطرح برتا بہی گیا متعصب سے متعصب مورخین عیسائی۔ اونکی تمام زندگی کا ایک واقعہ بہی نہ بتا سکے جس مین اونکا عمل قول کے مخالف تہا۔

جب یہ مسلم ہی کہ اسکندریہ والے **ذمّی** قرار دیے گئے۔ اور ذمیون کے ساتہہ جوکچہہ حضرت عمر کا طرز عمل تہا وہ تفصیلاً معلوم ہی توکیونکر ممکن ہی کہ اسکندریہ والون کی ایک بڑی یادگار (کتب خانہ) کو اس بیرحمی سے برباد کیا جاتا؟ کیا یہ کتب خانہ مسلمانونکو گرجاؤن اور آتشکدون سے زیادہ ناگوار ہوسکتا تہا؟ تمام ممالک مفتوحہ مین جب سیکڑون ہزارون گرجے اور آتشکدے قائم رکہے گئے اور اونکی حفاظت کے لئے تمام فرامین

مین یہ خاص الفاظ لکھے گئے۔

لا یهدم لهم بیعة ولا کنیسة داخل المدینة ولا خارجها۔	یعنی کوئی گرجا اور عبادتگاہ ڈھایا نجائیگا۔ نہ شہر کے اندر اور نہ باہر۔

تو کتب خانہ کی نسبت ایسا ظالمانہ برتاؤ کیونکر قیاس مین آسکتا ہی۔

سچ یہ ہی کہ ابوالفرج کو (جو اس فرضی قصہ کا موجد ہی) جھوٹ بولنا بھی نہین آتا تھا۔ وہ اگر اس واقعہ کو عین محاصرہ اور فتح کی حالت مین بیان کرتا تو قیاس مین آسکتا تھا کیونکہ حملہ ومقابلہ کا جوش کسی چیز کی پروا نہین کرتا۔ لیکن یہ تسلیم کرکے کہ شہر کو امن دیدیا گیا۔ اہل شہر ذمی قرار دیدیے گئے۔ حملہ اور معرکہ آرائی کا جوش تھم چکا۔ اوسوقت ایسا ظالمانہ عمل صرف ابوالفرج ہی کے قیاس مین جائز ہوسکتا ہی۔ پروفیسر سدیو نے اسی بنا پر ابوالفرج کے بیان کو ناقابل اعتبار سمجھا ہی۔ وہ لکھتے ہین کہ "جب یہ تسلیم کیا جاتا ہی کہ فتح کے پہلے وہلہ مین شہر غارت نہین کیا گیا تو یہ یقین کرنا مشکل ہی کہ ایسے وحشیانہ کام کا اوسوقت حکم دیا گیا ہو جبکہ فاتحین کا خون سرد ہوچکا تھا"

عمرو بن العاص کی قابلیت اور مذاق کا خود ابوالفرج نے اعتراف کیا ہی۔ چنانچہ وہ یحیی نحوی کے تذکرہ مین لکھتا ہی۔

عمرو بن العاص کا مذاق طبیعت۔

دخل علی عمرو وقد عرف موضعه من العلوم فاکرمه عمرو وسمع من الفاظه الفلسفیة التی لم تکن للعرب بها	یعنی وہ (یحیی نحوی) عمرو کے پاس حاضر ہوا۔ عمرو نے اوسکے علمی مرتبہ سے واقف ہوکر اوسکی عزت کی عمرو نے اوس سے وہ فلسفیانہ الفاظ جس سے عرب

السنۃ ما هاله وکان عمرو عاقلاً حسن الاستماع صحیح الفکر فلازمه وکان لا یفارقه۔	کبھی مانوس نہ تھے اس لئے وہ اوسپر مفتون ہوگیا اور عمرو عاقل۔ خوش فہم۔ صحیح الفکر۔ شخص تھا اسلئے اوسنے یحیی نحوی کی صحبت کو لازم پکڑ لیا اور اوسکو کبھی جدا نہین کرتا تھا

اب خیال کرو کہ ایسا قابل اور علم دوست شخص جسنے باوجود مذہبی جوش کے ایک عیسائی عالم کو اپنا رفیق وہمدم بنا لیا ہو۔ اِسکے ساتھہ اوسکو علمی مباحث بلکہ فلسفہ کا چسکا پڑ چکا ہو وہ اِس بیرحمی سے مدت تک کتبخانہ کو برباد کراتا جو ایک جاہل سے جاہل شخص بھی نہین کر سکتا۔ مانا کہ وہ خود مختار نہ تھے لیکن حضرت عمر کو جو خط لکھا تھا اوسمین کتب خانہ کے لئے سفارش تو کر سکتے تھے۔ عمرو نے بہت سے کامون مین اکثر زور ڈالکر حضرت عمر سے اجازت حاصل کی تھی۔ مصر و اسکندریہ پر لشکر کشی کے لئے حضرت عمر کسی طرح راضی نہوتے تھے۔ عمرو نے اونکو مجبور کیا اور ذمہ داری کی کہ اوسکا فتح کرنا کچھہ مشکل نہین۔ اوس وقت حضرت عمر نے اجازت دی۔ بلکہ علامہ بلاذری (جو نہایت مشہور اور مستند مؤرخ ہی) کی روایت کے موافق عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی اجازت کا بھی انتظار نہ کیا اور مصر کو روانہ ہو گئے۔ اور یہ تو عموماً مسلم ہی کہ مصر و اسکندریہ کی فتح جس شرط پر ہوئی اور معاہدہ مین جو شرطین قلمبند ہوئین وہ بالکل عمرو نے اپنی راے سے لکھین۔ حضرت عمر کو اونکی اطلاع البتہ دی اور اونہون نے اوسکو منظور کر لیا۔ کیا کتب خانہ کی نسبت عمرو بن العاص ایسا نہین کر سکتے تھے؟۔

اِس سے زیادہ تعجب یہ ہی کہ عمرو بن العاص نے اسکندریہ کی فتح کے بعد دربار

خلافت مین جو خط بہیجا اوسمین ایک ایک چیز کی تفصیل کی ہی چنانچہ فتح کے ذکر کے بعد لکہا ہی کہ "اس شہر مین چار ہزار حمام - چار ہزار قصر - چالیس ھزار خراجگزار یہودی - چار سو شاہی سیر گاہین - بارہ ہزار باغ جنگلی ترکاری بکتی ہی - موجود ہین" لیکن ان تفصیلون مین ہمکو اپنے دوست ابو الفرج کے فرضی کتب خانہ کا کہین پتہ نہین چلتا -

تمام واقعات تاریخی پر غور کرنے سے حقیقت واقعہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اسکندریہ مین جسقدر قدیم کتبخانہ تہے اسلام کے زمانہ سے پہلے ہی برباد ہو گئے تہے - جسکے اسباب و اتفاقات مورخون نے بہ تفصیل لکہے ہین لیکن ان آفتون پر بہی علمی آثار بالکل معدوم نہین ہو گئے تہے - اور ایک ایسے شہر مین جو سیکڑون برس تک دار العلوم رہ چکا تہا - علمی یادگارون کا یک لخت معدوم ہوجانا ممکن بہی نہ تہا - چنانچہ زمانہ اسلام سے کسی قدر پہلے اسکندریہ مین سات نہایت مشہور طبیب اور فلاسفر موجود تہے - جن کے یہ نام ہین - اسطفن - جاسیوس - ثاودوسیوس - اکیلاوس - انفیلاوس - فلادیوس - یحیی النحوی - ان سب مین یحیی نحوی نے زیادہ عمر پائی اور عمرو بن العاص کے زمانہ تک زندہ رہا - اسکندریہ کے قدیم کتبخانے تو بہت پہلے برباد ہو چکے تہے لیکن اخیر زمانہ مین جو علمی سرمایہ مہیا ہوا تہا وہ اسلام کی فتح کے وقت موجود تہا اور زمانہ مابعد تک بہی باقی رہا چنانچہ دولت عباسیہ کے زمانہ مین جب علمی یادگارونکی تلاش ہوئی تو اسکندریہ سے معتد بہ ذخیرہ ہاتہ آیا - ہرون الرشید و مامون الرشید و متوکل باللہ کے عمال جو شام - فلسطین - ایشیاے کوچک سایپرس - مین فلسفی اور طبی تصنیفات

ڈھونڈھتے پھرتے تھے اِسی غرض سے اسکندریہ بھی گئے تھے اور بہت سی کتابین حاصل کین حنین بن اسحق نے لکھا ہی کہ جالینوس کی کتاب البرہان کی تلاش مین مین جزیرہ وشام - فلسطین - مصر کے تمام شہرون مین پھرا یہانتک کہ اسکندریہ پہونچا لیکن کتاب مذکور کا کہین پتہ نہ چلا - صرف دمشق مین اوسکے چند حصے وہ بھی بے ترتیب ملے"- حنین - کو اگرچہ اِس کتاب کے ملنے مین اِس وجہ سے ناکامی ہوئی کہ قدیم کتب خانے اسلام سے پہلی ہی برباد ہو چکے تھے - لیکن زمانۂ مابعد کی تصنیفات جو شروع اسلام تک محفوظ تھین قریباً کل ہاتھہ آئین - جن سات حکیمونکا اوپر ذکر ہوا اونکی تمام تصنیفات محفوظ ملین اور عربی زبان مین اونکے ترجمے کئے گئے - یحییٰ النحوی کی کتابون کے ساتھہ زیادہ اعتنا کیا گیا چنانچہ اوسکی جسقدر کتابین عربی زبان مین ترجمہ کی گیئن اون مین سے چند یہ ہین -

یحییٰ النحوی کی تصنیفات -

تفسیر کتاب فاطیغوریاس لارسطو - تفسیر کتاب انالوطیقاے الاولی لارسطو - تفسیر کتاب انالوطیقاے الثانی لارسطو - تفسیر کتاب طوبیقا لارسطو - تفسیر کتاب السماع الطبیعی لارسطو تفسیر کتاب الکون والفساد لارسطو - تفسیر کتاب مابال لارسطو - تفسیر کتاب الفرق لجالینوس - تفسیر کتاب الصناعۃ لجالینوس - تفسیر کتاب النبض الصغیر لجالینوس تفسیر کتاب اغلوقن لجالینوس - تفسیر کتاب الاسطقسات لجالینوس - تفسیر کتاب القوی الطبیعۃ لجالینوس - تفسیر کتاب التشریح الصغیر لجالینوس - تفسیر کتاب العلل والاعراض لجالینوس - تفسیر کتاب تعرف علل الاعضاء الباطنیۃ لجالینوس - تفسیر

کتاب النبض الکبیر لجالینوس - تفسیر کتاب الحمیات لجالینوس تفسیر کتاب البحران لجالینوس
تفسیر کتاب ایام البحران لجالینوس - تفسیر کتاب منافع الاعضاء لجالینوس - تفسیر کتاب
تدبیر الاسحار لجالینوس - تفسیر کتاب المزاج لجالینوس - جوامع کتاب التریاق
لجالینوس - جوامع کتاب الفصد لجالینوس - کتاب الرّد علی برقلس - کتاب فی ان کل
جسم متناہ فقوتہ متناہیۃ - کتاب الرّد علی ارسطو - کتاب الرّد علی تطورس - شرح کتاب
الیساغوجی لفرفوریوس - اِنکے سوا اور بہی کتابین ہین جنکی تفصیل طبقات الاطبا و کتاب
الفہرست لابن الندیم مین ملتی ہی - اگر اسکندریہ کا کتب خانہ عمرو بن العاص کے زمانہ
مین برباد ہوا ہوتا تو سب سے پہلے یحییٰ النحوی کی تصنیفات برباد ہونی چاہیے تہین جو عمرو
بن العاص کا ہمعصر اور بقول ابوالفرج کے کتب خانہ مذکور کا مہتمم تہا -

غرض مصر و اسکندریہ وغیرہ مین اسلام کے زمانہ تک جو سرمایہ محفوظ رہ گیا تہا وہ
ہرگز ضائع نہین ہونے پایا البتہ جو کچہہ اسلام سے پہلے تلف ہو چکا تہا اوس کو وہ
دوبارہ پیدا نہین کر سکتا تہا - ہمکو تاریخون سے اِس بات کا بہی پتہ لگتا ہی کہ نہایت
قدیم زمانہ کی بہی کوئی چیز اگر زمانہ اسلام تک کسی وجہ سے محفوظ رہ گئی تو وہ ہرگز برباد
نہین ہونے پائی بلکہ زمانہ مابعد مین نہایت قدر دانی کے ساتہہ یادگار کے طور پر
اوسکو محفوظ رکہا گیا - ابن البندی نے جو مصر کا رہنے والا اور علم اصطرلاب کا بڑا ماہر
تہا لکہا ہی کہ " وزیر ابوالقاسم علی بن احمد الجرجانی نے سنہ ۴۳۵ ہجری مین قاہرہ کے
کتب خانہ کا جائزہ لیا اور قاضی ابو عبد اللہ القضاعی و ابن خلق وراق کو حکم دیا کہ کتابون

کی فہرست تیار کرین اور جلدین جو خراب ہو گئی ہین اونکی مرمت کرائین- مین بہی
ادن دونون بزرگون کے ساتہہ اِس غرض سے وہان گیا کہ اپنے مذاق کی کتابون
کی سیر کرون چنانچہ صرف نجوم و ہندسہ و فلسفہ کے متعلق جو اجزا تہے اونکی تعداد
چھہ ہزار پانسو تہی- یہین مین نے تانبے کا ایک کرہ دیکھا جو بطلیموس کے ہاتہہ
کا بنا ہوا تہا مین نے اوسکی قدامت کا اندازہ کرنا چاہا تو حساب سے ثابت ہوا کہ
دو ہزار دو سو پچاس برس کی مدت کا ہی یہین مجھکو ایک اَور کرہ ملا جو چاندی کا تہا اور
جسکو ابو الحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لئے بنایا تہا اوسکا وزن تین ہزار درم تہا
اور تین ہزار دینار (پندرہ ہزار روپیہ) کو خرید ا گیا تہا"-

بطلیموس کے ہاتہہ کا بنا ہوا کرہ-

اگرچہ ہمنے اِس بحث کو مجتہدانہ اصول کے ساتہہ طی کر دیا ہی اور اِس وجہ سے
ہمکو اسکی کچھہ پروا نہین کہ یورپ کے مؤرخین ہمارے ہمزبان ہین یا نہین- تاہم
تقلید پسندون اور بالخصوص اون لوگون کی تسلی کے لئے جنکو یورپ کے ساتہہ نہایت
حسن عقیدت ہی یہ کہدینا ضرور ہی کہ واقعۂ مفروضہ کو ایک زمانہ مین تمام یورپ مین تسلیم کیا
جاتا تہا لیکن جسقدر تاریخی تحقیقات کو ترقی ہوتی گئی اوسی نسبت سے اوسکی تصدیق
کا زور گھٹتا گیا- یہانتک کہ حال کے مصنفین مین زیادہ تر اونہی لوگون کی تعداد ہی جو
اوسکو غلط اور مشکوک واقعہ قرار دیتے ہین- آج تک اسقدر رہا ہی اور امید ہی کہ وہ دن
بہی آئے جب زیادہ غور اور تحقیق کے بعد تمام یورپ متفق ہو کر علانیہ کہدے کہ
مصرعہ ہم الزام اون کو دیتے تہے قصور اپنا نکل آیا*

ضمیمہ

تمہید

کتب خانۂ اسکندریہ کی بربادی کا ذکر اثباتاً یا نفیاً اگرچہ یورپ کے اکثر مؤرخون نے کیا ہی لیکن جن مصنفون نے اسپر تفصیلی اور مستقل مضامین لکھے اور جو ہماری نگاہ سے گذرے صرف تین ہین - مسٹر وایٹ - پروفیسر ڈساسی - پروفیسر کریل -

پروفیسر ڈساسی کے آرٹکل کا خلاصہ بلکہ قریباً پورا آرٹکل ہمارے مضمون مین نقل ہو چکا ہی - باقی دو مصنفون کے مضمون کا بعینہ ترجمہ ہم شائع کرتے ہین جس سے متعدد فائدے حاصل ہو سکتے ہین -

ا - جو یورپین مورخ اس واقعہ کی اثبات کے درپے ہین اون مین سب سے مدلل اور پرزور تقریر مسٹر وایٹ کی خیال کی جاتی ہی چنانچہ مسٹر کرچٹن نے اس واقعہ کے ثبوت مین بڑے دعوی سے اونہین کا حوالہ دیا ہی - اس لئے مسٹر وایٹ کے آرٹکل

کے ترجمہ شائع کرنے سے یہ فائدہ ہی کہ ہمارے ناظرین اندازہ کرسکین کہ مسٹر موصوف
نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کیسی وہی اور دور از کار دلیلین پیش کی ہین - اس سے
یہ بھی ظاہر ہو گا کہ یہ واقعہ اسقدر بے اصل ہی کہ اوسکے ثابت کرنے مین بڑے بڑے
مصنفین کو بالآخر عاجز اور درماندہ ہونا پڑتا ہی -

۲ - اسی کے مقابل پروفیسر کریل کے مضمون سے (جو اس واقعہ کے منکر
ہین) ظاہر ہو گا کہ اس واقعہ کے نفی کے دلائل بمقابلہ ثبوت کے کسقدر قوی اور قابل
اطمینان ہین -

۳ - سب سے بڑا فائدہ یہ ہی کہ یورپین مؤرخون کے طرز استدلال سے واقفیت
ہوگی جس سے ظاہر ہو گا کہ اونکا طرز بحث ایسا ہی جس سے بہت سی فضول اور بیفائدہ
نئی بحثین پیدا ہو جاتی ہین اور اصل بحث اکثر نامختتم رہ جاتی ہی یعنی اونکا قطعی فیصلہ نہین
ہوتا - چنانچہ یہ امر مسٹر وایٹ اور پروفیسر کریل دونون کی تحریر سے واضح ہی - اب
ناظرین دونون مضمون نگارون کی تحریرون کو ملاحظہ فرمائین -

مضمون

متعلق کتب خانۂ اسکندریہ - بزبان جرمن

نوشتہ

وان لوڈوف کریل

جسکو اونہون نے اجلاس چہارم اورنٹیل کانفرنس منعقدہ ستمبر ۱۸۷۸ء بمقام فلارنس پڑہا -

مترجمہ

عالی جناب شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی اے - بی ایل - جیالوجسٹ انسپکٹر جنرل معدنیات حیدرآباد دکن

ہمیشہ سے اہل عرب کے ذمہ یہ شدید الزام لگایا گیا ہی کہ یہی تہے جنہون نے سنہ ۶۴۲ء مین اسکندریہ کو فتح کرنیکے وقت وہان کا عجائب خانہ اور اوسکے ملحق کتب خانہ کو جلایا - یہ الزام عربون پر قائم کرنے والے خود مشہور عرب مورخین [۱]

---

[۱] اس جگہہ ہمارے لائق مضمون نگار نے عجیب غلطیان کی ہین - فرماتے ہین کہ یہ الزام خود عرب مؤرخون نے

مثل عبد اللطیف ۔ مقریزی ۔ حاجی خلیفہ وغیرہ کے ہین ۔ یہ مورخین اسقدر معتبر ہین اور اسلام کی کل تاریخ اور اسلام کی حالت ترقی کے بارہ مین اونکا بیان اسقدر معتبر ہی کہ اس خاص معاملہ مین اونکے بیان کو غیر معتبر سمجھنے کی جرات نہین پڑتی ۔ اور جب اسکے ساتھ ہی اسلام کی مخالفت پر جو اوسکو غیر مذاہب کے ساتھہ (خصوصاً اوائل مین) تھی غور کیا جائے تو اس واقعہ کے نہ یقین کرنے کی کوئی وجہ باقی نہین رہتی ۔ خود حاجی خلیفہ لکھتا ہی کہ "اوائل سنین اسلام مین مسلمان بجز علوم عربی متعلقہ زبان عرب و قرآن و احکام قرآنی اور طب کے کسی علم کو اپنے مذہب کیواسطے خالی از خطر نہین سمجھتے تھے ۔ اور اونکی اس علیحدگی کی وجہ ظاہرا یہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات کو اسی ذریعہ سے کل بیرونی اور خطرناک اثرون سے محفوظ رکھنے کی امید رکھتے تھے ۔ اونکو یہ خوف تھا کہ جسقدر زیادہ وہ اور علوم مین اپنے کو مشغول کرینگے اوسیقدر اونکے جدید مذہب مین فرق آویگا" حاجی خلیفہ (جلد اوّل صفحہ ۸۵) صاف لکھتا ہی کہ "اونکو اپنے مذہب کا غلو اس قدر تھا کہ وہ کل کتابون کو جو عربی زبان مین نہین ہوتی تھین جلا دیتے تھے" ۔ یہ بیان اسلام کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۸) لگایا ہے" ۔ حالانکہ آگے چلکر خود تسلیم کیا ہی کہ قدیم مورخین عرب مین سے اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہین کیا ہی ۔ عبد اللطیف کو مشہور اور نامور مورخ بتاتے ہین اور اسی مضمون مین دوسرے موقع پر لکہا ہی کہ عبد اللطیف کوئی مورخ نہ تھا" ۔ حاجی خلیفہ و مقریزی نے جسطرح اس واقعہ کو لکہا ہی اوسکو ہم اپنے مضمون مین لکہہ آئے ہین ناظرین اوس موقع کو ملاحظہ فرمائین"

شبلی

تنگ خیالون کا کسیقدر متاخر کیون نہو (حاجی خلیفہ کا سن وفات سنہ ۱۶۵۸ع ہی) تاہم اسمین شک نہین کہ یہ اوس زمانہ کی پست خیالی کی ایک سچّی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہی اور اس پست خیالی کا باعث مذہبی تعصب ہی۔

جہان کہین عربون نے اپنی سرحد سے قدم باہر رکھا انہون نے غیر ملکونکے علوم کو علی الخصوص مذہبی علوم کو نیست و نابود کر دیا اور حکم قرآنی کے بموجب اشاعت دین محمدی کے فرض کو ادا کیا اور اوس مذہب کی اشاعت مین جو کچھہ موانع پیش آئے اون سب کو دور کیا اور جہانتک اونسے ممکن تہا نعمت اسلام کو تمام عالم کیواسطے عام کرنیکی کوشش کی۔ حکم قرآنی کے بموجب یہ مذہب اسواسطے دنیا مین نہین آیا کہ محض اقوام عرب ہی تک جو کہ بہترین اقوام عالم ہین محدود رہے بلکہ اسواسطے آیا کہ تمام دنیا کا مذہب اسلام ہی ہو جاوے اور ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اس مذہب کی اشاعت مین جہاد کرے اور کل اون اعتقادات کو جو کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے خلاف ہون نیست و نابود کر دینے کی کوشش کرے[۵۱]۔

اگرچہ مذہب کی تعلیم تو وہی ہی جیسا کہ اوپر لکہا گیا لیکن عمل مین اسقدر سختی نہ تہی اور اور فتوحات شام و مصر و ایران کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جزیہ کا دینا کفار کو موت اور غلامی سے نجات دیدیتا تہا۔ اور علی الخصوص یہود و نصاریٰ کے ساتھہ جو اہل کتاب مین سے تہے بہت زیادہ نرم برتاؤ ہوتا تہا۔

---

[۵۱] افسوس ہے کہ پروفیسر صاحب باوجود عربی دانی کے مسائل جہاد و اشاعت اسلام کے متعلق ایسے غلط اور مہمل خیالات رکھتے ہین۔ ذٰلک مبلغہم من العلم

بتدریج ابتدائی جوش کم ہوگیا اور کچھہ تو اصلی سمیاطیقی عقلمندی کا مقتضا ہوا
اور کچھہ اعلی درجہ کے خیالات کا اثر لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ اوس کتابی سختی مذہبی اور اوسکے
عمل مین فرق ہونے لگا اور غیر مسلم مفتوحہ قومون کے ساتھہ برتاؤ مین رعایت ہونے
لگی - بالآخر یہ دستور العمل کل ممالک مفتوحہ مین جاری ہونے لگا - اور طریقہ سلوک اسپر
موقوف ہوگیا کہ کسی خاص سپہ سالار کو مفتوحہ اقوام کی نسبت خلیفہ کی طرف سے کس قسم
کی ہدایت ملی ہے - خود خلفا اسقدر مختلف المزاج ہونے لگے اور اونکے مختلف زمانون
مین مختلف اثر اس قسم کے پڑنے لگے کہ یہ ہرگز نہین کہا جاسکتا کہ عملاً قوم مفتوحہ کے ساتھہ
بہت زیادہ سختی کیجاتی تھی - مثلاً خود خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے مزاجون مین کسقدر
فرق تھا - ابوبکر رضؓ مین رحم اور جوش تھا - برخلاف اسکے عمر رضؓ سے زیادہ سخت اور شدت
کے ساتھہ منصف اور راستباز شخص خیال کرنا مشکل ہے اور اونکو اسلام کی سلطنت مغربی کا
بانی کہنا نہایت درست ہے - خود زمانہ رسالت مین کل اسلام کی لڑائیون مین جس مین
عمر رضؓ موجود تھے بدر - مین اور خیبر مین انہون نے اپنی جوانمردی اور سپہسالاری کا ثبوت
علی رؤس الاشہاد دیا - اور جسوقت ۶۳۴ء مین ابوبکر رضؓ کے بعد اور اونکے خاص
انتخاب کی بناپر وہ خلیفہ اسلام ہوئے تو اونکا پہلا کام نجران کے نصاریٰ اور خیبر
کے یہودیون کو نکالنا تہا - رسالت مآب نے اپنی وفات کے وقت یہ خواہش بیان
کی تھی کہ خود عربستان مین جو خاص مقام رسالت تھا سوائے مذہب اسلام کے اور
کوئی مذہب نہ رہنے پائے - پس اس اخیر وصیت نبوی کا پورا کرنا اونکے خلیفہ کا

پہلا فرض تہا - لیکن ابوبکرؓ نے پولٹیکل وجوہات سے اِس وصیت کے پورا کرنے کا ارادہ نہین کیا - مگر عمرؓ نے اپنی خلافت مین پہلا کام ہی کیا اور یہود اور نصاریٰ عرب کو اسپنے اصلی وطن سے نکال باہر کیا -

(اسلام قبول کرنے سے پہلے جس شدت سے عمرؓ مخالف دین اسلام تہے اور خود رسالت مآب کے ساتہہ اونکو جسقدر دشمنی تہی (یہانتک کہ انہون نے ایک مرتبہ ارادہ کرلیا تہا کہ رسالت مآب کو شہید کرڈالین) اوسیقدر مشرف باسلام ہونیکے بعد وہ شدت کے ساتہہ طرفدار اور دوست اور حامی مذہب اسلام بن گئے - اور خود رسالت مآب - عمرؓ کے اِس جوش اور فریفتگی کی قدر کرتے رہے - عمر کا یہ جوش اسلامی اخیر تک قائم رہا اور جس سختی کا وہ خود اپنے ساتہہ برتاؤ کرتے اور جسطرح ہر قسم کی لذات سے اپنے کو محروم کرتے اوسی سختی کو وہ دوسرون کے ساتہہ بہی کام مین لاتے تہے - اونکے احکام کی تعمیل حرف بحرف واجبات سے تہی اور جب خود اونسے کوئی امر خلاف حکم خدا ہوتا تہا تو اپنے قصور کے قائل ہوتے تہے - اِس مزاج کے آدمی سے ہم البتہ توقع کرسکتے ہین کہ اوسنے اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلادینے کا حکم دیا ہوگا - جسوقت اونکے نزدیک محض دین محمدی ہے (جسکی اشاعت کو وہ اپنا فرض سمجہتے تہے اور اور جس دین کو انہون نے نہایت سچائی سے قبول کیا تہا) ایک سچی چیز دنیا مین تہی تو اونکا یہ بہی فرض تہا کہ اِس دین کے مخالف جتنے مذاہب تہے اونکے نیست و نابود کرنے مین حتی الامکان کوشش کرتے - اور جسوقت ایک مجموعہ کتابون کا ایسا

موجود ہو جسمین دین اسلام کی کچہہ تعلیم ہو تو ایسے مجموعہ کے نیست و نابود کر دینے کو وہ

لازم اور فرض خیال کرتے - پس کل واقعات تاریخی اسکی تائید کرتے ہین کہ ان

مؤرخین عرب کا بیان درست ہو - لیکن اوسکے ساتھہ ہی یہ بہی ہی کہ یہ بیانات

تاریخی جسوقت اونپر غور کیا جاوے نہایت مشکوک اور خلاف قیاس معلوم ہوتے

ہین - اور اونپر ہرگز یقین نہین ہوسکتا -

اس واقعہ کا سب سے زیادہ تفصیلی بیان ابو الفرج کے مختصر الدول صفحہ ۱۸۰ مین ہی[1]

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہی یہ سب سے زیادہ تفصیلی بیان اس واقعہ کا ہی اور اسمین بہی

ادن کتابون کا ذکر نہین ہی جو اسکندریہ کے کتب خانہ مین تہین بلکہ ادن کتابون کا ذکر

ہی جو خزانۂ شاہی مین محفوظ تہین - اور میوزیم کے جلانے کا تو اطلاق اس بیان پر

کسی طرح نہین ہوسکتا -

غور کرنا چاہئے کہ یہ بیان اوس شخص کا ہی جو خود ایک سُریانی نصرانی تہا - اور جو سریانی

اور نصرانی دونون زبانون مین لکہتا تہا اور جسکا زمانہ تیرہوین صدی کا وسط ہی - یعنی یہ

شخص اس واقعہ سے قریب چہہ سو برس مابعد تہا -

لیکن عمرو بن العاص کے محاصرۂ دیرینہ و بالآخر فتح اسکندریہ کا بیان اور پُرانی تاریخون مین بہی

(مثل بلاذری وغیرہ کے) موجود ہی اور ان تاریخون مین ہر ایک واقعہ نہایت تفصیل کے ساتھہ لکہا گیا ہی

[1] ہم اپنے مضمون مین چونکہ ابو الفرج کی پوری عبارت کا ترجمہ نقل کر چکے ہین اس لئے اس

جگہہ اوسکا دوبارہ نقل کرنا بیفائدہ تہا - ۱۲ شبلی النعمانی -

مثلاً اسکندریہ کی مردم شماری۔حماموں اور باغوںکی تعداد اور اونکی پوری کیفیتیں یقدار جزیہ جو قبطیون۔نصاری اور یہود سے مقرر کیا گیا وغیرہ وغیرہ امور نہایت بسط کے ساتھ درج ہین۔لیکن ان تاریخون مین مطلقاً کتب خانہ جلانے کا ذکر نہین پایا جاتا۔

ایک ایسے عظیم الشان واقعہ کا ان قدیم تاریخون مین سے متروک ہونا نہایت عجیب امر ہی۔کیونکہ فی الواقع اتنے بڑے کتب خانہ کے جلادینے کو اگر عظیم الشان واقعہ نہ کہین تو کیا کہین۔ اگر مذہبی خیالات کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو خلیفہ عمر کے ایسے حکم کی تعمیل کو ایک نہایت فخر اور مباہات کی بات سمجھنا چاہیئے۔اور ایسے ایک واقعہ کا جسپر اسوقت کے مسلمان فخر کرسکین اور اوسکو ایک کار خیر سمجھین مطلقاً تاریخ مین متروک ہوجانا ایک حیرت انگیز بات ہی۔غرض ابوالفرج کے بیان کو مورخین قدیم عرب کے بیان فتح اسکندریہ سے مطلقاً مطابقت نہین معلوم ہوتی۔

محاصرۂ اسکندریہ چودہ مہینے تک رہا اور چونکہ سمندر کیطرف شہر بالکل کھلا ہوا تھا یونانی جہازون کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً فوج اور خورونوش کی اشیا برابر آیا کرتی تھین۔یہ بھی تاریخ مین صاف لکھا ہی کہ جو اشخاص متمول اسکندریہ مین تھے اونھون نے اپنا مال ومتاع ان جہازون کے ذریعہ سے شہر کے باہر بھیجدیا۔اور ان مین سے بہت لوگ خود بھی نکل گئے۔اور باقی ماندہ عربون کے متواتر اور متوالی حملون کی تاب نہ لاسکے اور بالآخر شہر عربون کے ہاتھ مین آگیا۔

شہر مین داخل ہوتے ہی عرب سپاہیون نے سخت غل مچایا اور سبنے متفق اللفظ

ہوکر یہ درخواست کی کہ باشندے بحیثیت غلامی کے اور کل اونکا مال و متاع بحیثیت غنیمت اون پر تقسیم کردیا جاوے - لیکن عمرو بن عاص نے اونکی اس خواہش کو روکا اور اس امر کا فیصلہ خلیفہ عمرؓ پر چھوڑا - خلیفہ کا رجحان رعایت کی طرف ہوا اور حکم دیا کہ علاوہ فی کس دو دینار ٹیکس کے اور محاصل زمین کے جو متعلق مال کے ہو شہر سے ایک علیحدہ خراج بہی لیا جاوے اور اوسپر اکتفا کی جاوے اور باشندون کی جان و مال بالکل محفوظ رہین یہ فیصلہ عمرؓ کا بالکل حکم قرآنی کے موافق تہا - (دیکھو سورۃ التوبہ آیہ ۲۹) جس مین یہود اور نصاریٰ مفتوحین سے خراج لینے کے بعد اونکے کل حقوق ذاتی و مذہبی آزادی قائم رکھنے کا حکم ہی - نہایت قرین قیاس ہی کہ عمرؓ کا جو اسقدر سخت تہے اس رعایت کو جائز رکہنے کا ایک باعث یہ بہی تہا کہ چودہ مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر کا فتح ہونا ایک بہت بڑا باعث خوشی اور مسرت کا ہوا تہا -

جسوقت کہ قدیم مؤرخین کا بیان اسطرح پر ہی اور جو یقیناً مبنی ہی شہادت پر معاصرین اور اون اشخاص کی جنہون نے اِن واقعات کو بچشم خود دیکہا تہا تو اس بیان کی ہمکو بہت زیادہ وقعت کرنی چاہیئے بہ نسبت اون مابعد کے بیانات کے جو اوس سے اسقدر مختلف ہین کیونکہ قدیم مؤرخین کو جو روایات پہنچین تہین وہ بسبب قرب زمانہ کے زیادہ صحیح تہین اور اون مین کسی قسم کی تحریف نہین آنے پائی تہی اور پرانی روایات کا سچی سچی طرح پر قلمبند کرنا ایک خاصہ ہی قدیم مورخین اسلام کا -

قدیم مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا

یہ نہین کہا جا سکتا کہ مورخین قدیم کا سکوت اس وجہ سے مبطل بیانات مابعد نہین

ہو سکتا کہ شاید انہون نے کسی خاص غرض سے اور عمداً اتنے بڑے واقعہ کو چھوڑ دیا ہو - کیونکہ اسطرح پر ترک واقعات کا کرنا بالکل شان مؤرخین عرب ہی نہین بلکہ شان کل مؤرخین قدیم کے خلاف ہے -

قدیم مؤرخون کا طرز تحریر -

ان مورخین کے طرز تحریر پر اب ہم کسیقدر تفصیل سے غور کرینگے - انکے علم تاریخ مین سب سے نیچے کی سیڑھی کچھہ تو محض بڑی اور اہم واقعات ہم عصر کا قلمبند کرنا تہا اور کچھہ قومی شجرے تھے جنکو قدیم اقوام ابتدا ہی زمانہ ہی سے نہایت ضروری اور باوقعت سمجھتے ہین - اس قسم کے شجرے اور اس قسم کے واقعات کی فہرستین خود پنٹاٹیک مین موجود ہین (مثلاً کتاب الاعداد مین ۳۳ ۱-۴۹ یہود کی فوج کے کل مقامات جہان اونہون نے دشت مین قیام کیا) اور فی الواقع یہی شجرے اور فہرستین جڑ اور بنیاد تاریخ کی ہین -

یہی قدیم فہرستین واقعات کی وہ رشتہ خام ہین جنکو مؤرخین نے اپنی تاریخون مین بُنا ہے لیکن اوس مین کوئی تغیر نہین آیا ہے اور ہمیشہ تار و پود تاریخ مین علیحدہ اور متمیز طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ پُرانا مال ہے - دوسرے درجہ مین وہ زبانی روایات معاصرین ہین جو پشتہا پشت سے زبانی چلی آئی ہین اور مدت کے بعد قلمبند ہوئی ہین - اگر ان روایات کے راویون کے نامون کا ملنا کسی طرح بھی ممکن ہوا ہے تو انکو عرب مؤرخین قدیم نے نہایت اہتمام کے ساتھہ درج کیا ہے - اور اگر یہ سلسلۂ روایات پورا ہے اور اسمین کی کوئی ایک کڑی بھی مفقود نہین ہوئی ہے تو پھر وہ روایت بالکل صحیح سمجھی جاتی ہے اگرچہ

اصل راوی اوّل جو ہمعصر تہا یا جسنے واقعہ کو بچشم خود دیکھا تہا کسی قدر غیر معتبر کیون نہو۔

اس اصلی واقعہ پر غور کرنا یا اصل راوی کے معتبر یا غیر معتبر ہونیکی تحقیق مورخین عرب ہرگز نہین کرتے تھے۔ اگر سلسلۂ روایات مین کہین اونکو اختلاف نظر آگیا اور وہ اختلاف بیان اوّل سے کسی قدر متبائن کیون نہو تو اوسکو بہی وہ بیان اوّل کے ساتھہ ہی ساتھہ نقل کر دیتے ہین۔ اور کبہی یہ نہین لکہتے کہ ان بیانات متبائنہ مین کونسا بیان زیادہ وثوق کے قابل یا زیادہ قرین بصحت ہی۔ اگر مادہ تحقیق اونکا بہت ہی جوش مین آیا (اور یہ ایک شاذ و نادر ہی) تو اونہون نے ان بیانات کو لکہکر "واللہ اعلم" کا لفظ اوسکے بعد لکہہ دیا۔

اگرچہ اس طریقۂ تحریر سے مورخین عرب کی وقعت من حیث المورخین والمحققین ہماری نظرون مین کم ہو جاتی ہی لیکن اوسکے ساتھہ ہی اون روایات کی جنکو اونہون نے درج کیا ہی اور جن مین مطلقاً کسی قسم کا تصرّف ہونے نہین پایا ہی من حیث الواقعات بہت زیادہ وقعت ہو جاتی ہی۔ جن اقوال اور تحریرات کو اونہون نے نقل کیا ہی اونکے اصلی الفاظ تک مع تمام صرفی و نحوی غلطیون کے انہون نے قائم رکہنے کی کوشش کی ہی۔ اونکی کتابین ایک ذخیرہ ہین کچے تاریخی مادہ کا جنکے جمع کرنے مین کسی قسم کی قوت امتیازیہ صرف نہین کی گئی ہی فی الواقع یہ ایک مواد ہی جس سے چہان بین کرنے کے بعد ایک شخص باتمیز سچی اور درست تاریخ تیار کر سکتا ہی۔ جس کا نام تاریخ لکہنا ہو وہ بالکل عربون مین پایا ہی نہین جاتا نہ فقط قدیم زمانہ مین بلکہ زمانۂ حال مین بہی۔ مثلاً **المقری** کو دیکہو جسکا زمانہ سترہوین صدی کے ابتدا مین ہی۔

یہ شخص بالکل خشک واقعات کا لکھنے والا نہ تہا بلکہ اسنے اسپین کے مسلمانون کی پولٹیکل اور علمی ترقی کو بہی لکھنے کی کوشش کی ہی اور نفح الطیب اوسکی تاریخ ایک خزانہ ہی بے انتہا مختلف قسم کے واقعات سوانح اور اطلاعات کا جنکے جمع کرنے مین بیحد محنت صرف کی گئی ہی - لیکن مقری بہی محض مؤلف ہی یہ بات اوسمین بہی نہین ہی کہ اپنے ماخذون کی چہان بین کرے اور اون مین سے اپنے طور پر ایک تاریخ پیدا کرے -

پس اگر مورخین عرب کی نسبت اخیر زمانہ مین بہی مؤلفین کا لفظ استعمال کیا جاوے تو یہ لفظ مؤرخین متقدم کے اوپر بدرجۂ اولی چسپان ہونا چاہیئے - اوائل اسلام مین ایک بہت بڑا ذخیرہ اقوال اور روایات اور حکایات معاصرین کا موجود ہی جسکے جمع کرنے مین بے انتہا محنت اور احتیاط صرف کی گئی ہی - خود زمانۂ حیات حضرت رسالت مآب کے واسطے تو **مالک** کا مجموعہ اور صحیحین بخاری و مسلم موجود ہین اور اونکے بعد کے واقعات اور فتوحات اسلام کیواسطے تاریخ **طبری** ہی جسکے مصنف نے ۹۲۲ع مین بغداد مین وفات پائی یہ تاریخ طبری ایک مجموعہ ہی مختلف روایات (بعض صورتون مین ایک دوسرے سے متبائن) اور اقوال معاصرین کا مع اسماے رواۃ جنسے یہ مختلف روایتین منقول ہوئی ہین - اسکے بعد ابن اثیر نے اسی کو اپنا ماخذ بنایا - اگرچہ اوسنے کسیقدر روایات مین انتخاب کیا ہی - ابن خلدون نے (۸۰۵ھ ۱۴۰۶ع) اس سے بہی زیادہ نقادی سے کام لیا اور محض اسی مواد کو اپنے طور پر اپنی تاریخ مین شامل کیا اور ایسی روایات کو جو قرین قیاس نہین تہین خارج کر دیا - ابن خلدون نے البتہ درست اور فلسفوی طریق پر تاریخ لکھنے کی کوشش کی اور فن تاریخ کے متعلق

عام اصول کو اوسنے نہایت خوبی سے اپنے طویل دیباچہ مین شامل کیا اور نفس کتاب مین محض واقعات تاریخی سے بحث کی ہی۔

اب ہم پہر اوس واقعہ اسکندریہ پر واپس آتے ہین۔ خلیفہ عمرؓ کے حکم سے عمرو بن عاص کا کتب خانۂ اسکندریہ کا جلانا اِن پُرانی تاریخون مین نہین ہی اور جہانتک مجہے یاد ہی یہ واقعہ پہلے پہل عبداللطیف کی تاریخ مین جو اس واقعہ سے پانسو برس بعد تہا مذکور ہوا ہی۔ اِسکے بعد مورخین عرب نے برابر تکرار کیا ہی[1] اور ابو الفرج نے سب سے زیادہ تفصیل سے لکہا ہی۔ عبداللطیف کا بیان نہایت مختصر ہی (دیکہو ترجمہ ڈساسی کا صفحہ ۱۸۲) وہ اون آثار باقیہ کا ذکر کرتا ہی جو اوسنے اسکندریہ مین دیکہے اور جنکا اوسنے تہوڑا تہوڑا بیان دیا ہی۔ وہ الفاظ جو اوسنے کتب خانہ کے جلانے کے بارہ مین لکہے ہین یہ ہین۔ "مین خیال[2] کرتا ہون کہ یہ عمارت وہی مقام ہی جہان ارسطو اور اوسکے بعد اوسکے تلامذہ درس دیا کرتے تہے اور یہی وہ مدرسہ ہی جسکو سکندر نے شہر کی بناڈالتے وقت تعمیر کیا اور اِسی عمارت مین وہ کتب خانہ تہا جسکو عمرو بن عاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا"

سب سے پہلے اس واقعہ کا ذکر عبداللطیف نے کیا

یہ بیان محض علی سبیل التذکرہ معلوم ہوتا ہی اور اِس سے کوئی خاص غرض نہین پیدا ہوتی۔ یہ کسی خاص اصلی واقعہ کا یاد دلانا نہین ہی بلکہ ایک محض مشہور بات کا اعادہ

[1] مورخین عرب نے تکرار تو کیا اِس واقعہ کا ذکر تک نہین کیا ہی ایک مقریزی پر مورخین عرب کا لفظ صادق نہین آسکتا ۱۲ شبلی

[2] عبداللطیف نے "یری" کا لفظ لکہا ہی اوسکا ترجمہ تو یہ نہین ہوسکتا جو پروفیسر صاحب نے کیا ۱۲ شبلی

کر دینا ہی جسکو اوس زمانہ کے سیاحون نے بار ہا لکھا ہی اور من قبیل اوسی قسم کے
غیر معتبر اور خلاف عقل بیانات کے ہی جو زمانہ وسطی کے سیاحون مین بیت المقدس
کے مقام کے بارہ مین مشہور تہی - عبد اللطیف کوئی مؤرخ نہین ہی وہ محض ایک سیاح اور
سفر نامہ لکہنے والا شخص ہی اور اوسکے سفر نامہ مصر مین جو کچہہ تاریخی بیانات کہین کہین
آگئے ہین اونپر ہمکو زیادہ وثوق نہین کرنا چاہیئے - علاوہ برین خود اوسکے بیان مین
غلطیان ہین کیونکہ ارسطو کبہی اسکندریہ مین نہین آیا اور میوزیم کا بنانیوالا بہی سکندر
نہ تہا بلکہ بطلیموس لاگی نے اوسکی تعمیر کی تہی - عبد اللطیف سے کہین زیادہ وقعت
ابو الفرج کی تحریر کو ہی کیونکہ یہ شخص فی الواقع عربون کے مقیاس کے مطابق ایک
بہت بڑا اور زبردست مؤرخ ہی[۵] - علاوہ ایک بہت جید سُریانی دان ہونے کے اوہین
اور قسمونکی علمیت عقلمندی اور واقعات کے جانچنے اور انتخاب کرنیکی اعلیٰ درجہ کی
قابلیت ہی - اوسکی کتابین فلسفہ و تفسیر و مذہب و فقہ و صرف و نحو پر موجود ہین اور کل
ان علوم مین اوسکی تصنیفات محض ایک سرسری واقفیت والے کی تصنیفات نہین
ہین بلکہ ایک بہت ہی عالم اور محقق شخص کی -

عبد اللطیف کا بیان تاریخی حیثیت سے نہین ہی -

اب ہمکو چاہیئے کہ ابو الفرج (یعنی جارجبسٹس بارہبر اٹکیس) کے
حالات اور اوسکے سوانح اور زمانہ پر ذرا غور کرین - ابو الفرج ایک یہودی طبیب ہارون
نامی کا بیٹا تہا اور شہر سیلٹن مین ۱۲۲۶ع مین پیدا ہوا - اوسنے اپنی اوائل عمر ہی مین

[۵] ابو الفرج کی سریانی تاریخ تو ہمنے نہین دیکہی لیکن اوسکی عربی مختصر الدول ہمارے پیش نظر ہی جو محض معمولی درجہ کی تصنیف ہی ۱۲ شبلی

ابوالفرج کے مختصر حالات زندگی

ایک بہت مضبوط تعلیم یونانی - سُریانی اور عربی زبانون مین پائی اور علاوہ انکے عیسائی
علم کلام تاریخ اور علم طب مین بہی استعداد حاصل کی - خود اوسکا باپ ترک
مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تہا اسواسطے ابوالفرج نے اپنے سن شعور ہی سے عیسائی
مذہب کی تعلیم پائی - تحصیل علوم کے بعد سفرون اور سیاحتون کے ذریعہ سے اوسنے
اور بہی اپنے علوم کو ترقی دی - اور بہت کم سنی ہی مین اوسکے ہموطن اوسکی بے انتہا
عزت کرنے لگے - چنانچہ اکیس (۲۱) سال کی عمر مین وہ مقام گوبیا کا جو اوسکے مولد سے
قریب تہا بشپ مقرر ہوا - تہوڑے ہی دنون کے بعد وہ طالب کا بشپ ہو گیا اور
اسکے بعد ہی موصل کی قریب کی خانقاہ مین آیا اور وہان اوسنے مافریان کا درجہ پایا -
یہ درجہ یعقوبیون کے گرجے کا دوسرا درجہ ہی اور اوسکے اوپر پیٹریارک ہی کا درجہ باقی
رہ جاتا ہی - اس عہدہ مین ابوالفرج کی حکومت ایشیاے کوچک کے بہت بڑے
حصّہ پر مشتمل تہی - مافریان، کا عہدہ کل مشرقی عہدون مین بہت معزز اور باوقعت سمجہا
جاتا ہی اور اس خاص زمانہ مین تو ہلاکو کی چڑہائیونکی وجہ سے اوسکے متعلقہ خدمات کا انجام
دینا بہی ایک نہایت مشکل امر تہا - کیونکہ ابوالفرج کو کئی مرتبہ نصرانیون کی طرف سے اونکے
حقوق آزادی کے لیے **ہلاکو** کے پاس سفارتاً جانیکی ضرورت پڑی تہی اور ان سفارتون
مین اپنی خوش تدبیری اور لیاقت کی بدولت اوسنے ہمیشہ پوری کامیابی حاصل کی -
کہا جاتا ہی کہ اوسکا طبیب ہونا بہی ان کامیابیون کا بہت بڑا باعث تہا - ہلاکو کو اوسپر
بے انتہا اعتماد تہا اور اوسنے نہایت کشادہ پیشانی سے نصرانیون کی آزادی کا فرمان

لکھہ دیا - لیکن اصل یہ ہی کہ ابوالفرج کی ذاتی وجاہت اوسکا علم اور علی الخصوص علم مجلس
اوسکی عزت اور توقیر کا باعث ہوا اور اوسکی وجہ سے مغلیہ عملداری کے نصرانیون کو بہی عزت
حاصل ہوئی - لیکن باوجود اسقدر علم وفضل کے جسنے اوسکو اپنے معاصرین مین نہایت
مشہور بنا رکہا تہا ابوالفرج کا بہی اپنے اوس زمانہ کے مہمل خیالات اور توہمات کی
زنجیرون مین جکڑا ہوا ہونا اوسکی صورت وفات سے ثابت ہی -

کہا جاتا ہی کہ ابوالفرج فن نجوم مین نہایت راسخ الاعتقاد تہا - اوسکی پیدایش اوسکا
بشپ ہونا اور اوسکا مافریان ہونا یہ سب واقعے عطارد اور زحل کے اقتران کے وقت
وقوع مین آئے تہے اور اسواسطے اوسکا اعتقاد تہا کہ اوسکی وفات بہی انہین ستارونکے
اقتران کے وقت واقع ہوگی - کیونکہ ان ستارون کے اثر کو وہ اپنی زندگی کے لئے
خاص سمجہتا تہا - حسب اتفاق اس اقتران سے کچہہ دنون پہلے ابوالفرج کو سخت بخار
آگیا - اوسنے علاج سے مطلقاً انکار کیا اور کہا کہ ان ستارون کا اقتران میری موت کی
خبر دیتا ہی اور فی الواقع وہ مر بہی گیا - سن وفات اوسکا ۱۲۸۶ء ہی -

سب سے بڑی تاریخی تصنیف ابوالفرج کی اوسکی سریانی تاریخ کو سمجہنا چاہیے - یہ ایک
کتاب ہی جسکو اوسنے بہت سی سریانی - عربی - فارسی اور یونانی کتابون سے
نہایت تحقیق اور محنت کے ساتہہ لکہا ہی - اس بڑی کتاب کا جسمین دنیوی اور دینی
تاریخین دونون جمع ہین اوسنے اپنے اخیر وقت مین ایک خلاصہ عربی مین لکہا جس کا
نام تاریخ الدول ہی اور جسکو پوکوک نے ۱۶۶۳ء مین چہاپا - یہ محض خلاصہ نہین ہی -

یہ واقعہ ابوالفرج کی اصلی سریانی تاریخ مین نہین ہے -

بلکہ اس مین بہت سی چیزین ایسی ہین جو اصل سُریانی مین نہین ہین - آیا یہ مقامات مابعد کے الحاق ہین یا خود ابوالفرج نے انکو بڑہایا ہی؟ بخوبی نہین معلوم ہوتا کیونکہ اس خلاصہ کے کل نسخے ناکامل ہین - یہ واقعہ اسکندریہ کے کتب خانہ جلانے کا بہی جو عربی مین موجود ہی اصل سُریانی مین نہین پایا جاتا -

اس واقعہ کے فقط عربی مین پائے جانے کی یہ وجہ بیان کی گہی ہی کہ چونکہ عربی کو ابوالفرج نے خاص مسلمانونکی ضرورت سے لکہا تہا اسواسطے اوسنے عربی خلاصہ مین یہ واقعہ بڑہا دیا کیونکہ اس واقعہ کا اثر مسلمانون پر بہت زیادہ پڑتا تہا - بہرحال اس واقعہ کا اصل سریانی مین نہونا نہایت عجیب امر ہی اور اوس سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہی کہ یہ واقعہ یوٹیکٹس اور المکین کی تاریخون مین نہین پایا جاتا یوٹیکٹس دسوین صدی مین خاص اسکندریہ مین پٹریارک تہا (اوسکی وفات کا سنہ ۹۴۰ء ہی) اور اوسنے اسکندریہ کی فتح کا حال نہایت تفصیل سے لکہا ہی - اسمین شک نہین کہ چونکہ وہ خاص موقع واقعہ پر تہا اسواسطے اوسنے جن ذرائع سے اپنی تاریخ لکہی تہی وہ یقیناً متعدد اور قابل اعتبار ذرائع ہونگے - وہ خود ایک عالم آدمی تہا اور اوسکی نظر مین اتنے بڑے کتب خانہ کا تلف ہوجانا جسمین یقیناً بہت سی کتابین نصرانیون کے کام کی بہی موجود تہین ایک نہایت اہم اور افسوس ناک واقعہ تہا اور اوسکو کوئی امر مانع نہین تہا کہ وہ مسلمانون کے اس کتب خانہ کو جلانے کا واقعہ تفصیل کے ساتہ لکہتا -

قدیم عیسائی مورخون نے اس واقعہ کو نہین لکہا

المکین بہی (جسکا زمانہ تین سو سال بعد تہا) نصرانی تہا اور اوسنے اپنی تاریخ مصر

مین لکھی - اوسنے بہی نہایت تفصیل سے اسکندریہ کی فتح کے واقعہ کو لکھا ہی لیکن اوسنے بہی اس کتب خانہ کے جلانے کی بابت ایک لفظ تک نہین لکھا - یہ دونون قدیم اور مابعد کے مورخ مقام واقعہ سے بہ نسبت ابو الفرج کے قریب تر تہے - کیونکہ ابو الفرج نے اپنی کتاب ایشیاے کوچک مین تصنیف کی اور قیاس بہی چاہتا ہی کہ اوسنے اپنے واقعات کو رومیون کی کتابون سے لیا ہی جنمین اسلام کی تاریخ بہت کچھہ رنگی ہوئی ہی - مورخین رومی نے اپنے کو بالکل اسلام کا مخالف دکہایا ہی اور وہ اسلام کو ایک نہایت عذاب کی نظر سے دیکھتے ہین - وہ سمجھتے ہین کہ اونکا فائدہ اسی مین ہی کہ وہ اسلام کو جسقدر ممکن ہو وحشی حالت مین دکہاوین اور یہ بہت ہی قرین قیاس ہی کہ یہ ساری کہانی کتب خانۂ اسکندریہ کو جلانے کی انہین مؤرخین رومی کی ایجاد ہی - یہ بہی ممکن ہی کہ ابو الفرج نے ایک اور واقعہ کو جو اوسکے بالکل مماثل ہی غلطی سے اسکندریہ کے بابت لکھہ دیا ہو - وہ واقعہ یہ ہی کہ جبوقت سعد بن وقاص نے خلیفہ عمر کے وقت مین ایران کو فتح کیا ہی تو بہت سی فارسی کتابین اوسکے ہاتہہ لگین اور اوسنے خلیفہ سے دریافت کیا کہ یہ کتابین کیا کیجاوین اوسوقت خلیفہ نے یہ جواب دیا کہ اونکو یا تو آگ مین ڈال دیا جاوے یا پانی مین -

ابو الفرج کے بیان کی مبالغہ آمیزی

اگر ابو الفرج کے اس بیان پر ذرا غور کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اوسمین نہایت مبالغہ ہی - کہا جاتا ہی کہ چار ہزار حمام اس کتب خانہ کی کتابون سے چھہ مہینے تک گرم

ہوتے رہے - یہ تو بالکل قطب الدین کے اوس بیان کے مقابل مین رکہنے کے قابل ہی جو اد سنے ہلاکو کے وقت مین بغداد کے کتب خانہ کی نسبت لکھا ہی - ہلاکو نے حکم دیا تہا کہ کتابین دجلہ مین ڈال دی جاوین اور اونکے ڈال دینے سے ایک پل بنگیا جسپر سے سوار اور پیدل گذرتے رہے اور اون کتابون مین سے اسقدر روشنائی دُھلی کہ دجلہ کا پانی بالکل سیاہ ہوگیا -

نہ فقط ابوالفرج کے بیان مین مبالغہ ہی پایا جاتا ہی بلکہ اوسکا بیان اور دوسری معتبر شہادتون کے خلاف بہی معلوم ہوتا ہی - مثلاً عمرو نے جو خط خلیفہ عمر کو فتح اسکندریہ کے بارہ مین لکہا دیکہو (آرنلڈ کے منتخبات عربی صفحہ ۱۴۵ - اور ایوالڈ کی تحریر جرمن اورنیٹل سوسائیٹی کی روداد جلد ۳ صفحہ ۳۴۹) اوس مین یہ عبارت ہی "مین نے شہر کو فتح کرلیا - اور اوسکی موجودات کی تشریح نہین کرسکتا لیکن اتنے بیان پر اکتفا کرتا ہون کہ اوس مین چار ہزار قصر ہین چار ہزار حمام چالیس ہزار خراجگذار یہودی چار سو شاہی سیرگاہین اور بارہ ہزار باغ جنگی ترکاری بکتی ہی" اسی خط مین یہ بہی ہی کہ عربون نے شہر کو لوٹنا چاہا تہا لیکن عمرو نے اونکو اس سے باز رکہا اور خلیفہ سے ہدایت طلب کی - خلیفہ نے بہی اس ارادہ کو ناپسند کیا - کتب خانہ کے جلانیکا حکم ہرگز اس بیان کے ساتہہ مطابقت نہین رکہتا - عمرو نے اپنے خط مین بہت سے عجائبات اور قیمتی چیزون کا جو اسکندریہ مین موجود تہین ذکر کیا ہی اور ایسا شخص جسکو خود ابوالفرج نے علم دوست سپہ سالار کہا ہی اتنے بڑے ذخیرہ کتب سے بالکل سکوت کرے

عمرو بن العاص کے مفصل خط مین کتب خانہ کا ذکر نہین ہی -

خیال مین نہین آتا۔

یہ کہا جاسکتا ہی کہ عمرو نے کتب خانہ کا حال کسی دوسرے خط مین خلیفہ کو لکھا ہوگا لیکن عمرو اسکندریہ مین بہت تھوڑے دنون رہا اور اس قلیل زمانہ مین اتنی مہلت نہ تھی کہ اوسکو اوس دوسرے (مفروض) خط کا جواب خلیفہ کے پاس سے ملتا۔

پس یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ آیا عربون کے فتح اسکندریہ کے وقت وہان کتب خانہ موجود تھا یا نہین؟ - یہی سوال **گبن** نے بھی کیا ہی اور اوسنے بھی ابوالفرج کے بیان کو نہایت خلاف قیاس دیکھا ہی۔

اب ہم مختصر سی کیفیت اس کتب خانہ کی بیان کرتے ہین۔ اس کتب خانہ کا بانی بطلیموس اول الملقب بہ لاگی جسنے ایک بڑا گروہ علما کا اپنے گرد جمع کیا تھا اور اسکندریہ Ptolemaeus I Lagi
کو ایک بہت بڑا مرکز علوم بنا دیا تھا۔ لیکن اوسکے عہد سلطنت مین اس کتب خانہ کتب خانہ بطلیموسیہ کی تاریخ
کی محض بنیاد پڑی تھی اور اوسکے بیٹے بطلیموس ثانی فلاڈلفس نے جسکا زمانہ تیسری Ptolemaeus II. Philadephus
صدی قبل مسیح ہی اوسپر اضافہ کیا اور میوزیم کو بھی نئی رونق دی۔ اس زمانہ مین یہ میوزیم شہرۂ آفاق اور مرجع و ماوی تمام مشہور علماے عالم کا ہو گیا تھا اور تمام اقصاے عالم سے طُلّاب علم و فلسفہ وہان آتے تھے حقیقت مین یہ اوس زمانہ مین مشہور ترین مدارس قدیم مین سے تھا اور اوس مین کل علوم و فنون کی تعلیم ہوتی تھی۔ اگرچہ اوسکے بعد کے زمانہ مین بھی کئی مشہور مدارس اور دار العلوم ہوے ہین مثلاً دار العلوم نسیبس* و اڈیسا* جو یونانی اور سریانی Nisibis Edessa
علوم کے واسطے مشہور مرکز گنے جاتے تھے لیکن اونمین سے کوئی بھی کیا بلحاظ وظائف

اورکیا بلحاظ شہرت اساتذہ اور نام آوری اسکندریہ کے مدرسے کو نہین پہونچتا ہی۔

کتب خانہ بہی ایک جزو اس مدرسہ کا تہا اور دونون کی ترقی روز افزون ہوتی گئی۔ ان کتابونکی تعداد چار لاکہہ سے لیکر سات لاکہہ تک لکہی گئی ہی لیکن یہ بیان مورخین متاخر کا ہی اور انہون نے کوئی قابل اطمینان حوالہ اس تعداد کی نسبت نہین دیا ہی علاوہ اس کتب خانہ کے جو مدرسہ سے متعلق تہا اور بہی کئی کتب خانے اسکندریہ مین موجود تہے مثلاً معبد سارپس Sarpis کا کتب خانہ جسکا نام سراپیم تہا اور جسکی بابت ٹرٹلین Turtullian کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ تیسری صدی مسیحی تک موجود تہا۔ اسکے سوا کتب خانہ سیباسٹم Sebastrum اور کئی چہوٹے کتبخانے بہی تہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ سات لاکہہ کی تعداد جو بیان کی گئی ہی وہ ان کل کتب خانون کی مجموعی تعداد ہی۔

لیکن جہانتک خیال کیا جاسکتا ہی یہ شد و مد اسکندریہ کے کتب خانہ کا سو برس سے زیادہ نہین رہا کیونکہ دوسری صدی قبل مسیح کے نصف دوم ہی مین یورجٹس ثانی Euerjetes II کے زمانہ مین علما اور ذی کمال لوگ اسکندریہ سے نکال دئے گئے تہے اور اسکی وجہ سے مدرسہ مین بہی جو بالکل کتب خانہ کا ایک جزو تہا اور جسکی ساری عظمت ان علماسے تہی زوال آگیا تہا۔

خود یورجٹس ثانی Euerjetes III نے اپنی پہلی غلطیون پر متنبہ ہو کر اخیر مین علم کیطرف توجہ کی اور صاحب تصنیف ہوگیا یعنی ایک کتاب علم حیوانات پر لکہی اور

ہومر Homer کی نظم کو جمع کیا- اوسنے علما کو واپس بلانیکی کوشش کی لیکن کوئی
آنے پر راضی نہوا فقط ارسٹارک Aristarch جو ایک مشہور شخص اور اوستاد یورجٹیس کا
تہا اسکندریہ مین باقی رہ گیا اور علمی اشتغال مین مصروف رہا- یورجٹیس ثانی سے جولیس سیزر
Julius Ceasar تک جو سو برس کا زمانہ ہی تاریخون مین مطلق کوئی پتہ اِس مدرسہ کا
نہین پایا جاتا ہی- جیولیس سیزر کے زمانہ مین اسیقدر معلوم ہوتا ہی کہ ۴۷ء قبل
مسیح مین میوزیم مین آگ لگ گئی تہی اور بہت بڑا حصّہ کتابون کا اِس آگ سے تلف
ہوگیا تہا- اسٹرابو Strabo نے جو اِس واقعہ کے بیس برس بعد یعنی ۲۴ء قبل
مسیح مین اسکندریہ گیا ہی وہان کی کل چیزون کو نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہی
لیکن اوسنے کتب خانہ کا ذکر تک نہین کیا ہی- ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اون نقصانات
کی جو آگ کے سبب سے کتب خانہ مین واقع ہو گئے تہے اوسوقت تک بخوبی
تلافی نہین ہوئی تہی لیکن اِس تلافی کا آگے چلکر ہو جانا اِس سے ثابت ہی کہ سیوٹن
Suetin نے اپنی کتاب سوانح ڈیاک لیشین Diocletian مین لکھتا ہی کہ اِس پادشاہ
اطالیہ کے کتب خانہ کی ضائع شدہ کتابونکی تجدید بذریعۂ نقول کتب خانہ اسکندریہ
سے کرلی تہی- رومی شاہنشاہون کے وقت مین سنین ترقی و سنین تنزل ایک دوسرے
کے بعد آتے گئے- کاراکلا Caracella نے جو تباہی اسکندریہ پر ڈہالی تہی اوسکی
تلافی الکزنڈر سیورس نے کی اور مدرسہ کو از سر نو جگایا اور سیوڈاس Suidas
Suidas کے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۳۹۰ء تک بہی میوزیم موجود تہا

لیکن سراپیم اوسکے کتب خانہ کا حال اسوقت تک تاریکی مین پڑا ہوا ہی - یہ تو معلوم ہی

کہ سراپیس کا معبد جس سے وہ کتب خانہ متعلق تہا ۳۸۹ء مین تہیوڈوسیس اعظم

Thedosius the Great کے وقت مین ایک نصرانی گرجا بنا دیا گیا تہا - آیا اِس

تبدیل کے وقت تک وہ کتب خانہ وہان موجود تہا یا ضایع ہوگیا تہا - یا کتابین قسطنطینہ

کو منتقل ہوگئی تہین مطلق معلوم نہین ہوتا -

یہ اخیر خیال یعنی کتابون کا قسطنطینہ جانا زیادہ ترقرین قیاس ہی کیونکہ تہیوڈوسیس

ثانی نے جو کتب خانہ پانچوین صدی مین قسطنطینہ مین قایم کیا وہ زیادہ تر مصر اور ایشیاے

کوچک کی کتابون سے بنا ہوا تہا -

جب کل واقعات متعلقہ تاریخ کتب خانۂ اسکندریہ پر غور کیا جاوے تو یہی نتیجہ

نکلتا ہی کہ جسوقت عربون نے اسکندریہ کو فتح کیا ہی اوس وقت اِس مشہور و

معروف کتب خانہ کا جسکی شہرت اسقدر قدیم زمانہ مین تہی اور جسنے اوس زمانہ کی

اشاعت علوم مین اسقدر مدد دی تہی کوئی حصّہ باقی نہ تہا اور اگر تہا بہی تو بہت ہی

تہوڑا حصّہ تہا - اقوام اور امم کی ترقی مین وہ قوت جاذبہ جو ہر چیز کو مرکز کی طرف

کہینچتی ہی اور ساری ترقیون کو کسی ایک مرکز پر جمع کر دیتی ہی اور قوم سے کے دور

افتادہ اجزا کو بہت ہی ضعیف طور پر مرکز سے ملاتی ہی اور زوال قوم مین تعجیل پیدا

کرنے کا ایک بہت بڑا سبب بنجاتی ہی اِس خاص موقع پر مصر و ایشیا مین بہی

موجود تہی - یہ نہایت قرین قیاس ہی کہ مصر کا دور سے دور کا حصّہ بہی اِس

مرکز علوم اِس دار السلطنت کو اپنا علمی خراج بھیجنے پر مجبور تھا - اور یہی بعلمی ان اقطار دور دراز کی تھی جسنے اسلام کی حیرت انگیز اور عالمگیر فتوحات کو (جو ہر ایک خوانندۂ تاریخ کے واسطے ایک پُر عبرت اور تعجب خیز واقعہ ہی) ممکن کردیا تھا - پیرو دین محمدی نے بلاشک بہت سی باقیات صالحات زمانۂ قدیم کو نیست و نابود کردیا لیکن اسمین بھی شک نہین کہ میری راے مین یہ الزام اسکندریہ کے کتب خانہ کو جلانے کا ان پر لگانا بالکل جھوٹ اور افترا ہے -

ترجمہ مضمون پروفیسر وایٹ

جسکو

اونہون نے اپنی کتاب تاریخ مصر مین درج کیا ہی

عربی مین ایک مثل ہی کہ الحدیث ذوشجونٍ - ایک ایسی تصنیف مین جس کا موضوع تفریح طبع ہو جسقدر چاہین دور از مطلب مضامین کا ذکر کرسکتے ہین - زیادہ سنجیدہ مضامین کی کتابون یا زیادہ باقاعدہ قسم کی تصنیفات مین سے بھی دور از مطلب مضامین کا بیان کرنا بالکلیہ خارج نہین کیا جاسکتا بشرطیکہ ایسے بیانات سے مصنف کی راے کی تشریح و تائید زیادہ ترعمدگی سے ہوسکتی ہو - یعنی بشرطیکہ وہ اس پیچ در پیچ راہ سے پڑہنے والے کو مقصد اصلی و غایت تحقیق تک پہونچاوے کہ اوسکو خبر تک نہو -

اسی قسم کے تاریخی سلسلۂ بیانات جو ابو الفرج ہمیشہ اپنی ایک تاریخ مین جابجا بطور شاخ در شاخ مضامین کے بیان کرتا ہی فیلو پونس نے جو نا کام کوشش کتب خانۂ اسکندریہ کے بچانے کی کی تہی اور جسکا ذکر اس مصنف کے سوا کسی نے نہین کیا اوسکا حال ہمکو صرف اسی ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ اس مصنف نے بعض واقعات کو ضمنی طور پر بیان کرنیکا طریق اختیار کیا تہا اس عیسائی فلاسفر نے عمرو بن العاص سے جسکو (حضرت) عمر نے سپہ سالار فوج مقرر کیا تہا جو درخواست کی تہی اوسکو اس عربی مورخ نے اسطرح تحریر کیا ہی[1]

مسٹر گبن لکھتا ہی کہ حضرت عمر کی کورانہ اطاعت کے ساتہ تعمیل کی گئی - کاغذ یا چمڑے کی کتابین چار ہزار حمامون مین تقسیم کی گیئن اور وہ کتابین اسقدر ناقابل یقین کثرت سے تہین کہ اس بیشبہا ایندہن کے جلانے کے لیے چہ مہینے مشکل سے کافی ہوئے - جب سے ابو الفرج کی تاریخ زبان لاطینی مین دنیا مین شائع ہوئی ہی یہ قصہ بار بار منقول ہوا ہی - اور ہر مصنف نے زمانہ قدیم کی تصنیفات علوم و فنون کی بربادی پر جسکی کبہی تلافی نہو گی نیکدلی سے غصہ و ماتم کیا ہی - لیکن میرا ذاتی میلان استحکام کے ساتہ اسطرف ہی کہ واقعۂ مذکورۂ بالا اور اوسکے نتایج دونون سے انکار کیا جاوے یہ واقعہ حقیقت مین ایک عجوبہ ہی - مورخ مذکور خود لکھتا ہی کہ **فاسمع ما جرے واعجب**"

[1] اس عبارت کا بعینہ ترجمہ ہم اپنے مضمون مین نقل کر چکے ہین اس لیے یہان اوسکا مکرر نقل کرنا بیفائدہ تہا - ۱۲ شبلی نعمانی

پہر آگے چلکر مسٹر گبن اس فقرہ پر ایک حاشیہ چڑہاکر لکہتے ہین کہ "یوٹیکس کی تاریخ اور المیسن کی تاریخ عرب مین اس قصہ کا پتہ لگانا عبث ہی - ابو الفدا ومر تدی؟ و دیگر گروہ اہل اسلام کا سکوت چندان مفید قطیعت نہین ہی کیونکہ وہ عیسائیون کے لٹریچر سے جاہل تہے"

لیکن سب سے پہلے یہ دیکہنا ہی کہ آیا خود ابو الفرج کا بیان بہی مسٹر گبن نے صحیح صحیح نقل کیا ہی یقیناً مورخ مذکور کے الفاظ سے یہ نتیجہ نکالنا واجب ہی کہ یہ کتابین شہر کے تمام چار ہزار حمامون مین جلانے کے لئے تقسیم کی گئی تہین -

یہ کتابین خواہ کتنی ہی حمامون مین تقسیم ہوئی ہون ہر صورت مین ابو الفرج کی تحریر اور وہ معنی جو میری راے مین اوس سے مفہوم ہوتے ہین بجا ہین وہ یہ نہین لکہتا کہ چہ مہینے جلنے کے لئے بمشکل ناکافی تہے - ایسا لکہنا اصل بیان کو غلط سمجہکر اوسپر غلط حاشیہ چڑہانا ہی - عربی مورخ - ابو الفرج کوئی بیان اس قسم کا نہین کرتا وہ صرف یہ واقعہ بیان کرتا ہی کہ نصف سال مین کل کتابین جل چکی تہین لیکن وہ اس امر کی تصریح نہین کرتا کہ کسقدر حمامون کے ذریعہ سے اون کتابونکی بربادی عمل مین آئی - اس لئے کتابونکی ناقابل یقین کثرت تو یک لخت جاتی رہی - اس تمام عرصہ مین جبکہ یہ زمانہ قدیم کی یادگار بیش بہا کتابین بتدریج جلتی تہین کوئی خیال افسوس یا پشیمانی کا فاتحون کے دل مین پیدا نہوا نہ کوئی اس قسم کی خواہش پیدا ہوئی کہ اس گرانمایہ کتب خانہ کی باقیماندہ خزانون کو اب بہی تباہی وبربادی سے بچالیا جائے - اس صورت مین ابو الفرج کا یہ کہنا

بجاہی کہ "فاسمع واعجب" اِن جنگلیون کے بیرحم غضب اور وحشیانہ جہالت کو سُنو اور تعجب کرو۔

ثانیاً اگر ہم مسٹر گبن کی یہ بات تسلیم کرلین کہ اس عام واقعہ کی نسبت صرف ابوالفرج ہی کی شہادت ہی تو بھی اوسکی واقعیت کی نسبت مجھکو کوئی معقول شبہہ کرنیکی وجہ معلوم نہین ہوتی۔ بلکہ بطریق تنزل مین اس سے زیادہ تسلیم کرونگا۔ مین اس بات کو بھی مان لونگا کہ ابوالفرج نے سریانی تاریخ مین اس واقعہ کا بیان نہین کیا۔ حالانکہ جس زمانہ مین وہ واقعہ وقوع مین آیا اوس زمانہ کا اوسنے عام طور پر ذکر بھی کیا ہی۔

اِن دونون عام تاریخون کی کیفیت جن مین سے ایک زبان عربی مین لکھی گئی ہی اور دوسری سریانی مین بذریعہ دو کتابون کے جن کی حال مین اشاعت ہوئی ہی بخوبی بیان کی جاسکتی ہی۔

کچھہ عرصہ گذرا ایک کتاب شائع ہوئی تہی۔ بلحاظ اِس امر کے کہ اوس کتاب مین واقعات کا نہایت سلیقہ سے انتخاب کیا ہی اور اونکو عمدگی سے ترتیب دی ہی اور اون واقعات کے ثبوت مین شواہد بیان کئے ہین اور اس امر کی تحقیق مین کہ اونمین باہم ایک دوسرے کے ساتھہ کیا مناسبت ہی نہایت فراست ظاہر کی ہی اور تمام نتائج قواعد منطق کی سخت پابندی کے ساتھہ نکالے ہین اور اونکو دلیرانہ فصاحت سے بیان کیا ہی وہ کتاب نہ صرف اہل برطانیہ کی تعریف و شکریہ کی مستحق ہی بلکہ ہر شخص پر جو صداقت اور انصاف اور انسانیت کو دوست رکھتا ہی اوسکا شکریہ اور تعریف واجب ہی

یہ عالمانہ تصنیف تاریخ سیاست ملک برطانیہ کلان وفرانس ہی جو میرے فاضل دوست
مسٹر ہربرٹ مارشش نے جرمنی و انگریزی زبان مین لکھی ہی - انگریزی
ایڈیشن کی نسبت مصنف مذکور یون لکھتا ہی کہ اس کتاب کو جواب اہل برطانیہ کے روبرو
پیش کی جاتی ہی ایک معنی مین ترجمہ کہہ سکتے ہین کیونکہ یہ کتاب ابتدا ًزبان جرمنی مین لکھی
گئی تھی - لیکن جبکہ مصنف نے خود اس کتاب کو لکھا ہی اسلیئے اِسکو اصل کتاب
کہلانے کا بہی اوتنا ہی حق ہی - درحقیقت یہ کتاب لفظی ترجمہ نہین ہی بلکہ اوسی ایک
مضمون کو دوسری زبان مین تحریر کیا ہی اور اونہی پہلی سندون سے اوسکا ثبوت دیا ہی
مختلف مقامات مین نئے امور بہی اضافہ کیئے گئے ہین اور اونکی ترتیب مین چند
تبدیلیان کی گئی ہین علاوہ ازین جرمن مصنفون کے حوالے اور بعض فقرات جو اس ملک
کے پڑہنے والون کے لئے ناقابل فہم تو نہین مگر غیر دلچسپ تو ضرور ہوتے ترک
کر دیے گئے ہین -

اِس بیان سے کسی قدر اوس امر کی تشریح ضرور ہو جائیگی جو مین ابوالفرج کی دو
عام تاریخون کی نسبت جنمین سے ایک زبان سُریانی مین ہی اور دوسری زبان عربی
مین کہنا چاہتا ہون - اِن دونون تاریخون مین عام طور پر ایک ہی مضمون بیان کیا
گیا ہی لیکن جیسا مصنف نے اپنی دانست مین اوس قسم کے پڑہنے والون کے لئے
جنکے لئے اوسنے یہ کتاب لکھی کسی امر کو نہایت دلچسپ سمجھا اوسکے لحاظ سے کہین کہین
کچھہ امور اضافہ کیے گئے ہین اور کہین کہین فروگذاشت بہی ہوئی ہی - مثلاً متعدد واقعات

محاصرہ فتح عکہ اور مختلف پیغامات جو رچرڈ شیر دل اور اوسکے فیاض حریف صلاح الدین
کے درمیان آئے گئے وہ شام کی تاریخ مین زیادہ تفصیل سے بیان کئے گئے
ہین - لیکن عربی تاریخ مین اون سے بالکل سکوت کیا گیا ہی - برخلاف اِس کے
فلوپونس کا درخواست کرنا اور کتب خانۂ اسکندریہ کا جلایا جانا عربی تاریخ مین بیان
کیا گیا ہی - اور تاریخ شام مین اسکا ذکر ترک کیا گیا ہی - اِس قسم کی مثالین بیشمار ہین اور
ہر ایک شخص اسکا خود فیصلہ کر سکتا ہی - کیونکہ دونون تاریخین اصلی زبان مین مع لاطینی
ترجمہ کے پبلک کے روبرو موجود ہین -

مجھے توقع ہی کہ اب آیندہ مسٹر گبن کا یہ اعتراض کبھی نہ سنا جائیگا کہ جبکہ ایکطرف صرف
ایک اجنبی شخص کی تحریر ہی جسنے چھٹی صدی کے اخیر مین ملک میڈیا کے حدود مین بیٹھکر
کتاب لکھی اور دوسری طرف ایسے دو قدیم مورخون کا سکوت ہی جو دونون عیسائی
اور خاص مصر کے رہنے والے تھے اور اونمین سے لطریق یوٹیکیس نے جو زیادہ تر
قدیم ہی واقعات فتح اسکندریہ کو تفصیل سے بیان کیا ہی - اسلیے اِن دونون مورخون کا ہی پلہ
بھاری رہتا ہی - جب خود ابو الفرج نے اپنی شام کی عام تاریخ مین عمرو کی سوانح عمری
بیان کی اور فتح اسکندریہ کا ذکر کیا اور باوجود اِسکے کتب خانے کے جلائے جانے کا
ذکر نہین کیا بلکہ فلوپونس کا نام تک نہین لیا تو دوسرے دو مورخ بھی ایسا ہی کیون
نہین کر سکتے تھے ؟ اس امام مشرق کا جو علمی اور مذہبی پایہ ہی اور اوسکی سنجیدگی و تقدس
کی دو صفتون کی نسبت مسلمانون اور عیسائیون نے جو کچھ متفق الرائے ہو کر لکھا ہی

اوسکے لحاظ سے میری راے مین اگروہ اپنی شہادت مین تنہابہی ہوتب بہی اوسکی شہادت مسٹر گبن کی حقیر خردہ گیری کی نسبت بہت زیادہ وزن رکہتی ہی۔

لیکن ہم مسٹر گبن کی منفیانہ دلیل کے مقابلہ مین دو عربی مؤرخون کی اثباتی شہادت پیش کرنے کی جراَت کرینگے یہ دونون مؤرخ ایسے مستند مصنف ہین کہ اونکے مستند ہونیکی نسبت کوئی اعتراض نہین کیا جاسکتا۔ اور وہ دونون مذہب اسلام کے نہایت سرگرم معتقد ہین میری مراد مقریزی اور عبداللطیف سے ہی جو اس واقعہ یعنی کتب خانہ کے جلانے کا ذکر کرنے مین ہی متفق الراے نہین ہین بلکہ ہمکو ٹہیک ٹہیک اوس مقام کا نشان دیتے ہین جہان کتب خانہ مذکور قائم تہا۔ کیونکہ مینارون کا ذکر کرنے کے بعد جنکو عموماً پامپی کے مینار کہتے ہین اور بعض قدیم عمارت کے کہنڈرات کا حال لکہکر وہ یہ لکہتے ہین کہ اس مقام پر وہ کتب خانہ تہا جو عمرو بن العاص نے خلیفہ عمر کے حکم سے جلایا تہا۔ اسلیئے مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ عمرو بن العاص کا کتب خانہ کو جلانا یا ٹہیک یون کہنا چاہیئے کہ برباد کرنا اور اوسکا اصل مقام ایسے طور پر محقق ہی کہ اوس مین کوئی نزاع نہین ہوسکتی ✣

تمت